باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

اِس مسئلہ کا بیّن ثبوت

کہ قربانی کی کھالیں تعمیرِ مساجد اور دیگر مصارفِ مساجد کیلئے دینا جائز ہے

الفیوضات الحامدیۃ

فی

تعمیرِ المساجد بجلودِ الاضحیۃ

تصنیف

حضرت مولانا مفتی سید محمد ریاض الحسن صاحب جودھپوری

خطیب

جامع مسجد اہلسنت وجماعت امریکن ریلوے ورکشاپ حیدرآباد سندھ

الناشر:- قاضی محمد المدعو بہ صدر الدین فہیم الواحدی جے پوری

147

Marfat.com

52880

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ قربانی کی کھالیں تعمیر مساجد اور دیگر مصارف مساجد میں صرف ہوسکتی ہیں یا نہیں؟ بینوا بالکتاب وتوجروا

المستفتی
محمد صدرالدین فہیم بیراکٹھی بجے پوری
دو قبر قلعہ حیدر آباد سندھ

الجواب

وباللہ توفیق الصواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً للہ الخالق الاکبر، الذی اوجب علینا الاضحیۃ وامرنا فصلّ لربک وانحر، ومصلیاً ومسلماً علی سیدنا ومولینا محمد سید الخلائق والبشر، الذی ذبح بیدہ الشریف فی یوم الاضحیٰ ونحر، وقال کلوا وتزوّدوا وادخروا یسّر لنا ولا عسّر، وعلی الہ وصحبہ وازواجہ وذریتہ وعلماء ملتہ واولیاء امتہ الی یوم الفزع الاکبر، امین۔

بلاشبہ پوست اضحیہ کا صرف تعمیر مساجد ودیگر امور خیر میں جائز ودرست ہے اور اس پر متعدد دلائل قائم جن سے اسکا جواز ثابت لازم۔ باللہ التوفیق وبہ نستعین۔

دلیل اوّل شرع مطہرہ سے اسکے عدم جواز پر دلیل نہ ہونا خود دلیل جواز ہے کہ سکوت شارع موجب اباحت ہے نہ کہ موجب حرمت مولیٰ عزوجل ارشاد فرماتا ہے

Marfat.com

یا ایھا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم وان تسئلوا عنھا حین ینزل القراٰن تبد لکم عفا اللہ عنھا واللہ غفور حلیم

(پارہ ۷، سورہ مائدہ)

اے ایمان والو بہت سی چیزوں کا سوال نہ کرو اگر ان کا حکم تم پر کھولدیا جائیگا تو تمہیں ناگوار ہوگا اور اگر نزول قرآن حمید کیوقت انکا سوال کرو گے تو حکم ظاہر کر دیا جائیگا۔ اللہ نے تو تم سے یہ معاف فرما دیا اور اللہ غفور وحلیم ہے ؎

تفسیر خازن شریف میں آیہ کریمہ کے تحت حدیث نقل فرمائی

عن سلمان قال سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن اشیاء فقال الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ فلا تتکلفوا۔

تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۵۳۹

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کچھ چیزوں کا سوال کیا گیا فرمایا حلال وہ ہے جو خداوند قدوس نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا اور حرام وہ ہے جو رب نے اپنی کتاب قدیم میں حرام کر دیا اور جس سے سکوت فرمایا وہ ان میں ہے کہ اللہ نے معاف فرمایا تو تکلف سے سوال نہ کرو۔

دارقطنی میں ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں

ان اللہ فرض فرائض فلا تضیعوھا وحرم حرمات فلا تنتھکوھا وحد حدودا فلا تعتدوھا وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنھا

مشکوٰۃ شریف مطبع نظامی دہلی باب الاعتصام ص ۲۱

اللہ تعالٰی نے کچھ چیزیں فرض فرمائیں انہیں ضائع نہ کرو اور کچھ چیزیں حرام فرمائیں انکے نزدیک نہ جاؤ اور کچھ حدیں مقرر کیں ان سے تجاوز نہ کرو اور کچھ چیزوں سے بغیر نسیان کے سکوت فرمایا۔ ان میں بحث نہ کرو ۔

Marfat.com

سید المفسرین حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور کے چچازاد بھائی ارشاد فرماتے ہیں

فبعث اللہ نبیہ وانزل کتابہ واحل حلالہ وحرم حرامہ فما احل فھو حلال وماحرم فھو حرام وما سکت عنہ فھو عفو

مشکوٰۃ شریف باب مایحل اکلہ ص ۳۰۷

اللہ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا اور قدیم کتاب قرآن حکیم نازل فرمایا اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام کیا تو جو چیز حلال کیگئی وہ حلال ہے جو حرام فرمائی گئی حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے

بنا برعلیہ فقہا کرام نے تصریح فرمائی اصل اشیاء میں اباحت ہے فقہ حنفی کی مشہور و مستند کتاب درمختار میں ہے

ان الفقھاء کثیرا ما یلھجون بان الاصل الاباحۃ۔

(درمختار مصری کتاب الطھارۃ جلد اول ص ۹۵)

اکثر فقہائے کرام کی نوک زبان پر ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے ۔

حضرت امام علامہ شامی قدس سرہٗ السامی اسکے تحت فرماتے ہیں

وصرح فی التحریر بان المختار ان الاصل الاباحۃ عند الجمھور من الحنفیۃ والشافعیۃ (شامی مطبوعہ مصر جلد اول ص ۹۸)

تحریر میں صراحتاً فرمایا کہ جمہور حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک اصل اشیاء میں اباحت مختار ہے ۔

یہی علامہ ممدوح فرماتے ہیں

فھو داخل تحت قاعدۃ الاصل فی الاشیاء الاباحۃ

شامی مصری کتاب الاشربہ جلد پنجم ص ۳۰۶

(حُقّہ) اس قاعدہ کے تحت داخل ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے ۔

Marfat.com

نیز ارشاد فرماتے ہیں

ولیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالیٰ باثبات الحرمة او الکراھة اللذین لابد لھما من دلیل بل فی القول بالاباحة التی ھی الاصل (شامی مصری جلد ۵ ص۲۰۶)

حرمت و کراہت کے ثبوت سے اللہ تبارک وتعالیٰ پر افترا کرنے میں احتیاط نہیں کہ اسکے لئے دلیل ضروری ہے۔ بلکہ احتیاط اباحت کہنے میں ہے کہ وہی اصل ہے۔

جب یہ ثابت ہوگیا کہ پوست اضحیہ مسجد میں دیئے جانے پر شریعت مطہرہ نے ممانعت نہ فرمائی تو کم ازکم یہ مباح ہوا اور فعل مباح میں فاعل مختار ہے لہذا مانعین کا حق ممانعت باطل اوسی میں ہے۔

المباح غیر مطلوب الفعل وانما ھو مخیر فیھا۔ (شامی مصری جلد اول ص۹۸)

مباح وہ فعل ہے جسکے کرنیکی شریعت نے طلب نہ کی ہو اور بلاشبہ فاعل اسمیں مختار ہے۔

دلیل ثانی قربانی سے مراد ہی اراقة الدم ہے جوہرۂ نیرہ میں ہے۔

کان المراد منھا اراقة
حاشیہ قدوری مطبوعہ مجتبائی کتاب الاضحیہ ص۲۳۲

قربانی سے مراد خون بہا دینا ہے

علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

لان القربة فی الاراقة
(شامی مصری جلد ۵ ص۲۸۶)

قربت (عبادت) خون بہا دینے میں ہے

چونکہ اراقة الدم ہی کا نام قربانی ہے لہذا صدقہ واجبہ بھی یہی ہے تنویر الابصار و درمختار میں ہے

(فتجب التضحیة) ای اراقة الدم
(رد المحتار مصری جلد ۵ ص۲۲۳)

قربانی واجب ہے یعنی خون بہانا واجب ہے

حضرت امام علامہ شامی علیہ الرحمۃ اسکے تحت فرماتے ہیں

والدلیل علی انھا الاراقة لو تصدق

اراقة الدم کے وجوب پر یہ دلیل ہے

Marfat.com

لبعاین الحیوان لم یجز
شامی مصری جلد ۵ صـ۲۷۳

کہ اگر زندہ جانور صدقہ کرے جائز نہیں۔

جب قربانی اراقتہ الدم ہی ہے اور اراقتہ الدم ہی واجب ہے تو قربانی کے بعد وجوب ساقط ہوگیا اب بقیہ چیزوں کا صدقہ واجب نہیں کہ واجب ادا ہوگیا۔ لہذا گوشت خود کھائے دوسروں کو کھلائے پوست مسجد میں دیدے یا اور کسی مصرف خیر میں صرف کرے خواہ بعینہ اپنے کام میں لائے یا اس کے عوض ایسی چیز لے جو باقی رہنے والی ہو۔

دلیل ثالث قربانی کے بعد گوشت و پوست کا قربانی کرنے والا مالک ہے خواہ صدقہ کرے یا نہ کرے جوہرہ میں ہے۔

وان لم یتصدق بشیٔ منها اجزاه
حاشیہ قدوری صـ۲۳

قربانی میں سے اگر کچھ بھی صدقہ نہ کرے جائز ہے

شامی میں ہے

لو حبس الکل لنفسه جاز
شامی جلد ۵ صـ۲۸۲

اگر سارا ہی گوشت اپنے لئے رکھ لے جائز ہے

دلیل رابع گوشت کا اپنے اہل وعیال پر صرف کرنا بلکہ اگر صاحب عیال ہو اور تنگدست ہو تو سب ہی گوشت اپنے عیال پر صرف کر دینا جائز ہے شرح وقایہ میں ہے

وترکه لذی عیال توسعة علیهم
شرح وقایہ محشی بحاشیہ چلپی مطبوعہ کریمیہ مینی جلد ۲ صـ۱۴۹

عیال دار اپنے عیال پر کشادگی کے لئے صدقہ ترک کر دے۔

طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے

ان لم یکن صاحب عیال والا فصرفه الی عیاله اولی من صرفه الی الصدقة والهدیة
طحطاوی مطبوعہ مصر صـ۳۲۳

(صدقہ اور ہدیہ کرنا اوسوقت ہے جبکہ) صاحب عیال نہو ورنہ اور اسکا اپنے عیال پر خرچ صدقہ اور ہدیہ سے اولی ہے

Marfat.com

در مختار میں ہے

وندب تركه لذي عيال توسعة عليهم (رد المحتار مصری جلد ۵ صفحہ ۲۸۶)	مستحب ہے کہ عیالدار اپنے اور اپنے عیال پر کشائش کی خاطر صدقہ ترک کردے۔

علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے اسکے تحت فرمایا

غير موسع الحال (شامی مصری جلد ۵ صفحہ ۲۸۶)	یہ حکم صاحب عیال تنگدست کیلئے ہے۔

دلیل خامس قربانی کے گوشت میں اغنیاء کو بھی کھلانا اور دیدینا جائز ہے شرح وقایہ میں ہے۔

ويوكل ويهب من شاء (شرح وقایہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۹)	کھلایا جائے اور جسکو چاہے ہبہ کردے

قدوری میں ہے

ويطعم الأغنياء والفقراء (قدوری صفحہ ۲۳۰) اغنیاء اور فقراء کو کھلایا جائے

فتاوی ہندیہ میں ہے

ويطعم الغني والفقير جميعا كذا في البدائع ويهب منها ما شاء للغني والفقير والمسلم والذمي كذا في الغياثية	اور قربانی میں سے جو کچھ چاہے غنی فقیر مسلم وذمی کو ہبہ کردے۔ جیسا کہ غیاثیہ میں ہے۔

عالمگیری کتاب الاضحیہ باب خامس مطبوعہ مصر صفحہ ۳۰۰

در مختار میں ہے

ويوكل غنيا (رد المحتار ج ۵ صفحہ ۲۸۶)	اضحیہ میں سے غنی کو بھی کھلایا جائے۔

دلیل سادس اضحیہ میں سے خود کھانا مستحب ہے مولی عزوجل ارشاد فرماتا ہے

فكلوا منها واطعموا البائس الفقير (پارہ ۱۷ سورہ حج)	قربانی میں سے خود کھاؤ اور مصیبت زدہ فقیر کو کھلاؤ۔

Marfat.com

اور فرماتا ہے تبارک و تعالیٰ

فکلوا منها واطعموا القانع والمعتر (پارہ ۱۷ سورہ حج)

خود کھاؤ اور قناعت کرنے والے بھیک مانگنے والیکو کھلاؤ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

کلوا واطعموا وادخروا رواہ الشیخان واحمد ردالمحتار جلد ۵ صـ ۲۸۶

کھاؤ کھلاؤ اور جمع رکھو یہ حدیث بخاری وسلم وامام احمد نے روایت کی۔

فتاوی عالمگیریہ میں ہے

ولیستحب ان یاکل من لحم ضحیتہ و یطعم منها غیرہ۔ فتاوی ہندیہ مصری جلد ۲ صـ ۳۰۰

مستحب ہے کہ اپنے اضحیہ میں سے خود کھائے اور غیروں کو کھلائے۔

درمختار میں ہے

ویاکل من لحم الاضحیۃ ردالمحتار مصری جلد ۵ صـ ۲۸۶

اضحیہ کے گوشت میں سے کھائے۔

شامی میں ہے

ولیستحب ان یاکل منها شامی مصری جلد ۵ صـ ۲۸۶

اور مستحب ہے کہ قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھائے

ظاہر ہے کہ اگر اس کا تصدق واجب ہوتا تو نہ جمع کرنے کا حق ہوتا نہ عیال پر صرف کی اجازت نہ اغنیاء کو کھلانا جائز ہوتا نہ ذمی کو ہبہ کرنا روا نہ خود تناول کرنے کا استحباب کہ صدقہ واجبہ کا یہی حکم ہے۔ درمختار میں ہے

ولا الی من بینهما ولاد ردالمحتار مصری کتاب الزکاۃ باب المصرف جلد ۲ صـ ۶۶

زکوٰۃ ان لوگوں پر صرف نہ کرے جنکے اور زکوٰۃ دینے والے کے درمیان اصول و فروع کا رشتہ ہو

علامہ شامی قدس سرہ السامی اسکے تحت فرماتے ہیں

Marfat.com

وکذا کل صدقة واجبة کالفطرة والنذر والکفارات اما التطوع فیجوز بل هو اولیٰ (شامی مصری جلد دوم صـ٨٦)

ایسے ہر صدقہ واجبہ جیسے صدقہ فطر اور نذر اور کفارات اصول و فروع پر خرچ نہ ہوں گے لیکن صدقات نافلہ کا ان پر صرف جائز بلکہ اولیٰ ہے

نیز فرماتے ہیں،

وان وجبت بہ فلا یاکل منہا شیئًا ولا یطعم غنیاً سواء کان الناذر غنیا او فقیرا۔ لان سبیلہا التصدق ولیس للمتصدق ذالک

شامی مصری کتاب الاضحیہ جلد ٥ صـ٢٠٦

اگر قربانی اپنے پر خود واجب کر لی (نذر مان کر) تو اس میں سے کچھ نہ کھائے نہ غنی کو کھلائے خواہ نذر ماننے والا غنی ہو یا فقیر اسلئے کہ اسکی راہ صرف صدقہ ہے اور صدقہ کرنے والے کو اس کا حق نہیں۔

دلیل سابع طرفہ تر یہ کہ جن اشیا کا استعمال قبل ذبح مضحی کیلئے ناجائز تھا بعد ذبح اون کا استعمال بھی جائز ہے۔

تنویر الابصار و در مختار میں ہے

وکرہ جز صوفہا قبل الذبح لینتفع بہ فان جزہ تصدق بہ ولا یرکبہا ولا یحمل علیہا شیئا ولا یؤجرہا فان فعل تصدق بالاجرة حاوی الفتاوی لانہ التزم اقامة القربة بجمیع اجزائہا (بخلاف ما بعدہ) لحصول المقصود مجتبیٰ (ویکرہ الانتفاع بلبنہا قبلہ کما فی الصوف) (رد المختار مصری جلد ٥ صـ٢٠٨)

قربانی سے قبل قربانی کے جانور کے بال بغرض انتفاع کاٹنا مکروہ ہے تو اگر کاٹ لے صدقہ کر دے اور نہ اوس پر سوار ہو نہ اس پر کوئی بوجھ لادے نہ اسے کرایہ پر دے اگر ایسا کر لیا تو اجرت صدقہ کرے یہ حاوی الفتاوی میں ہے اسلئے کہ اس نے اسکے تمام اجزا کے ساتھ اقامت قربت کا التزام کیا ہے بخلاف ما بعد کہ مقصود حاصل ہو چکا یہ مجتبیٰ میں ہے اور اس جانور کے دودھ سے بھی نفع حاصل کرنا ناجائز ہے ذبح کردہ جس طرح اون بال ان سے انتفاع مکروہ ہے۔

Marfat.com

دلیل ثامن اور تو اور خود کھال کو مضحی اپنے استعمال میں لاسکتا ہے اگر اسکا صدقہ واجب ہوتا اسکی کھال صدقہ کرنا واجب ہوتا۔ شرح وقایہ میں ہے۔

ویتصدق بجلدھا اویعمل آلۃ کجراب اوخف اوفروا ویبدلہ بما ینتفع بہ باقیا لا بما ینتفع بہ مستھلکا

(شرح وقایہ جلد دوم ص۱۴۹)

جلد کو صدقہ کردے یا اس کا کوئی آلہ مثل جراب یا موزہ یا پوستین کے بنالے یا کسی ایسی چیز سے بدل لے جیسے باقی رکھتے ہوئے نفع حاصل کیا جائے۔ ایسی چیز سے نہ بدلے کہ جسے ہلاک کرکے نفع اٹھایا جائے

فتاوی ہندیہ میں ہے

ویتصدق بجلدھا اویعمل منہ غربال و جراب ولا باٗس بان یشتری بہ ما ینتفع بعینہ مع بقائہ استحسانا وذالک مثل ماذکرنا ولا یشتری بہ مالا ینتفع الا بعد الاستھلاك

(فتاوی عالمگیری جلد ۵ مطبوعہ مصر ص۳۰۱)

اسکی جلد کو صدقہ کرے یا اسکی چھلنی اور جراب بنائی جائے اور اسمیں بھی حرج نہیں کہ اسکے بدلے میں ایسی چیز خرید لی جائے جسے بعینہ باقی رکھتے ہوئے نفع حاصل کیا جائے استحسانا یہ اسکے مثل ہے جو ہم نے بیان کیا اور اسکے بدلے میں ایسی چیز نہ خریدے جسے ہلاک کرنے کے بعد نفع حاصل کیا جائے۔

دلیل تاسع احکام گوشت پوست آپسمیں ایک دوسرے پر قیاس کئے جاتے ہیں فقہائے کرام نے احادیث میں جلد کا حکم دیکھکر گوشت کو اوسپر قیاس فرمایا۔ درمختار میں ہے

ولا یعطی اجرالجزار منھا لانہ کبیع و استفیدت من قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من باع جلد اضحیتہ فلا اضحیۃ لہ

ردالمحتار مصری جلد ۵ ص۲۸۵

قربانی میں سے قصاب کو اجرت نہ دیجائے کیونکہ بیع کی طرح ہے اور حضور کے فرمان مقدس سے مستفاد کہ جسنے اپنی قربانی کی کھال فروخت کی اسکی قربانی نہیں ہے۔

Marfat.com

شامی میں اس کے تحت فرمایا

لان کلا منہا معاوضۃ شامی مصری جلد ۵ ص۲۸۷	اسلئے کہ گوشت و پوست میں سے اجرت دیا جانا معاوضہ ہے۔

یونہی شرح وقایہ میں ہے

فاذا کان الحکم فی الجلد ھذا فاسوا علیہ اللحم (شرح وقایہ جلد ثانی ص۱۸۵)	جب جلد کے متعلق یہ حکم ہے کہ دغیر مستہلک چیز سے بدلی جائے مستہلک نہیں) اسی پر گوشت کو قیاس کیا۔

ولیل عاشر فقہائے کرام کی ان تصریحات کے پیش نظر ہر سلیم الطبع یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ وجوب صرف اراقۃ الدم کا ہے گوشت پوست کا تصدق واجب نہیں بنا رعلیہ زمانہ قریب کے ایک مولوی عبد الحئی صاحب لکھنوی کہ حضرات مالعین جنہیں مانتے ہیں اپنے فتاوی میں صراحتہً پوست کا صدقہ نافلہ ہونا بیان کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں

پر ظاہر کہ تصدق بچرم اضحیہ از قبیل تطوعات است وصدقہ تطوع محکوم علیہ بحرمت صرف آں بر بنی ہاشم نیست ایچنیں احکام از خصائص زکوٰۃ مستند مجموعہ فتاوی مولوی عبدالحئی مطبوعہ یوسفی فرنگی محل لکھنوی جلد ۲ ص۳۰۶	ظاہر ہے کہ پوست اضحیہ کا صدقہ از قبیل مستحبات ہے اور صدقہ مستحبہ کا صرف بنی ہاشم وغیرہ پر محکوم بحرمت نہیں۔ اس قسم کے احکام خصوصیات زکوٰۃ سے ہیں۔

اسی میں چند سطور کے بعد

صدقہ تطوع بر بنی ہاشم صرف کردن جائز است وہمیں است مذہب جمہور وتصدق بچرم اضحیہ نیز تطوع است لاجرم برایشاں صرف	صدقہ نافلہ بنی ہاشم پر صرف کرنا جائز ہے اور یہی مذہب جمہور ہے اور پوست اضحیہ کا صدقہ بھی صدقہ نافلہ ہے لامحالہ اسکا صرف

Marfat.com

آں جائز خواہد شد۔	ان پر جائز ہوگا۔

اسی فتوے کے آخر میں ہے

چوں تصدیق بچرم اضحیہ از قبیل تطوعات است لاجرم نقل آں مکروہ نخواہد شد	جب پوست اضحیہ کا صدقہ صدقات نافلہ قبیل سے ہی لاجرم اسکا ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانا مکروہ نہوگا

تلك عشرة كاملة

جب یہ ثابت ہوگیا کہ پوست اضحیہ کا صدقہ صدقہ واجبہ نہیں بلکہ صدقہ نادار ہے تو مسجد میں اسکے عدم صرف کی کوئی وجہ وجیہہ نہیں بلکہ مساجد کیلئے یہ جسقدر چندہ وغیرہ ہورہا ہے یہ سب صدقہ نافلہ ہی میں تو داخل ہیں اگر صدقہ نافلہ کا عدم جواز تسلیم کرلیا جائے توپھر تعمیر مساجد کی سبیل ہی نہ رہے اصولاً تو اسیقدر کافی تھا لیکن مزید اطمینان کے لئے ہم حضرات مانعین کے شبہات کا ازالہ بھی مناسب سمجھتے ہیں خداوندکریم حق بولنے حق سمجھنے اور حق سننے کی توفیق عطا فرمائے آمین بحرمة سيد المرسلين صلى الله تعالیٰ علیہ وسلم

شبہ اوّل غنی اور مسجد کا ایک حکم ہے اور چونکہ غنی کو کھال نہیں دیجاتی لہذا مسجد کو بھی نہیں دیجاسکتی۔

ازالہ غنی کو کھال نہ دینا اور ہے اور نہ دیا جاسکنا اور شریعت مطہرہ نے کہیں اسکی ممانعت نہ فرمائی بلکہ دلیل خاص میں عالمگیری کی عبارت گذری ويهب منها ما شاء للغنی والفقير قربانی میں سے جو کچھ چاہے غنی اور فقیر دونوں کو دے ہاکے عموم میں کھال بھی داخل اور یہ اس باب میں نص صریح ہے۔

Marfat.com

شبہ دوم اگر غنی کو کھال دے بھی دیجائے تو اسے فروخت کا حق نہ ہوگا جیسے خود مضحی کو فروخت کرنیکا حق نہیں ہے۔ یونہیں مسجد میں کھال دیجاسکے گی لیکن مسجد اُسے فروخت نہیں کرسکتی۔

ازالہ اولاً اسپر دلیل درکار۔ ثانیاً یہ کس نے کہا کہ قربانی کرنے والے کو بہر صورت کھال بیچنا ممنوع ہے۔ ممانعت صرف اوس صورت میں ہے جبکہ اپنی ذات یا اپنے عیال پر صرف کرنے کیلئے بیچے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے

ولا یبیعہ بالدراھم لینفق الدراھم علی نفسہ وعیالہ عالمگیری کتاب الاضحیہ باب سادس جلدہ صفحہ ۳۰۱ مطبوعہ مصر	اپنے نفس اور عیال پر خرچ کرنے کیلئے چرم قربانی کو دراہم کے بدلے نہ بیچے

ہاں اگر کسی کارِ خیر میں صرف کیلئے درہموں کے بدلے کھال فروخت کی بلاشبہ جائز ہے اسی میں ہے۔

ولو باعھا بالدراھم لیتصدق بہ جاز لانہ قربۃ کالتصدق کذا فی التبیین عالمگیری مصری جلدہ ص ۳۰۱	اگر کھال کو درہموں سے بیچا کہ تصدق کریگا تو جائز ہے اسلئے کہ جیسے کھال صدقہ کرنا قربت ہے یونہی کھال کے درہموں کا صدقہ کرنا بھی قربت ہے ایسا ہی تبیین میں ہے

ثالثاً بالغرض آپ ہی کی بات مان لی جائے کہ خود مضحی کسی صورت میں بھی کھال فروخت نہیں کرسکتا پھر بھی غنی پر اس کا کیا اثر مضحی کے احکام اور غنی کے اور اعتراض سے قبل شامی ہی کو ملاحظہ فرمالیا ہوتا تحریر فرماتے ہیں۔

واذا دفع اللحم الی فقیر بنیۃ الزکوٰۃ	اگر فقیر کو گوشت قربانی بہ نیت زکاۃ دیا ظاہر روایت

لا یجب عنها فی ظاهر الروایۃ لکن اذا دفع للغنی ثم دفع الیہ بنیتہا یجب (شامی مصری جلد خامس کتاب الاضحیہ ۲۰۸)

روایت میں کافی نہیں لیکن اگر غنی کو دیدیا گیا پھر اس نے فقیر کو بہ نیت زکاۃ دے دیا کافی ہے۔

شبہ سوم غنی کو کھال تو دیجا سکتی ہے لیکن اوسے بیچکر اسکی قیمت ادے پیش کرنا اسکی کسرشان ہے۔ اسیطرح مسجد میں کھال دیجا سکتی ہے لیکن اسے فروخت کرکے مسجد میں لگانا ناجائز ہے۔

ازالہ اولاً شرع مطہرہ سے اسپر دلیل کیا ثانیاً عموماً مسجد میں کھال ہی دیجاتی ہے ثالثاً ابھی عالمگیری سے نقل ہوا کہ اس نیت سے خود مفتی کو فروخت کرنا جائز ہے رابعاً مسجد والے اگر فروخت کریں تو اوپر والی شامی کی عبارت اوسکی دلیل ہے خامساً غنی کیلئے چندہ کرنا بھی اسکی کسرشان ہے لیکن مسجدیں عموماً چندہ ہی سے بن رہی ہیں اگر یہ وجہ ممانعت ہے تو پھر مسجد کیلئے چندہ کی ممانعت کا بھی اعلان فرمائیں اگر آپ یوں کہیں کہ مسجد خود چندہ نہیں کرتی بلکہ ہم اوسکے لئے چندہ کرتے ہیں اسلئے جائز ہے۔ اس بناپر اگر مسجد کا چندہ جائز ہے تو یہ کلیہ کھالوں میں بھی جاری کہ نہ کھالیں مسجد خود جمع کرتی ہے نہ فروخت کرتی ہے بلکہ ہم لوگ یہ امور انجام دیتے ہیں لہذا یہ بھی جائز ہے۔

شبہ چہارم جب یہ صدقہ مستحبہ ہے تو اپنے استعمال میں کیوں نہیں لاسکتا

ازالہ سبحان اللہ ابھی دلیل شامی میں گزرا کہ کھال کو استعمال کرسکتا ہے ڈول مشک وغیرہ بنا سکتا ہے اور شبہ ہشتم میں اور عبارات اسی قسم کی آتی ہیں۔ ہاں کھال کو فروخت کرکے اسکی قیمت کے پیسے اپنے اور اپنے عیال پر صرف نہیں کرسکتا کہ

Marfat.com

اس نے اضحیہ کے تمام اجزاء سے تقرب کا قصد کیا ہے اور اب اسے فروخت کرنا منافی تقرب وخلوص ہے گویا کہ اپنے جانور کی قیمت پھر سے وصول کر رہا ہے تو وہ عبادت وخلوص کہاں رہا اور شرعاً مطالبہ عبادت وخلوص کا ہے مولی تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لن ینال اللہ لحومھا ولا دمائھا ولکن ینالہ التقوی منکم (پارہ ۱۷ سورہ حج)	اللہ کو نہ قربانی کا گوشت پہنچتا ہے نہ خون لیکن اسے تمہارا تقوی پہنچتا ہے۔

تفسیر مدارک شریف میں اسکے تحت فرمایا

لن یرضی المضحون والمتقربون ربھم الا بمراعاۃ النیۃ والاخلاص ورعایۃ شروط التقوی۔ مدارک شریف مصری علی ہامش الخازن جلد ۳ صفحہ ۳۱۰	قربانی کرنے والے تقرب رب چاہنے والے خلوص نیت وشرط تقوی کی رعایت کے بغیر اپنے رب کو ہرگز راضی نہیں کر سکتے۔

حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ تقوی وخلوص کی تعلیم دینے والے اور نفوس کا تزکیہ فرمانے والے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں۔

من باع جلد اضحیتہ فلا اضحیۃ لہ کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکوٰۃ کتاب العیدین والاضحیہ صفحہ ۱۸۸	جس نے اپنی قربانی کی کھال بیچی اسکی قربانی قبول نہیں۔

شرح وقایہ میں ہے

Marfat.com

لکن التبدیل بالدراہم قمول (شرح وقایہ جلد دوم ص۱۳۵)	کھال کو درہموں سے تبدیل کرنا ممنوع ہے

یہ وہ پہلی مصلحت تھی کہ جس کے باعث کھال فروخت کرکے اوس کے پیسے اپنے صرف میں لانے کی ممانعت فرمائی گئی اگر اس کا جواز رکھا جاتا تو مضحی گوشت و پوست بیچکر جانور کی قیمت وصول کر لیتا جو روح عبادت کے خلاف تھا دوسری مصلحت اسمیں یہ تھی کہ صلہ رحمی و غربا پروری کا سلسلہ بالکل ختم ہو جاتا جب اور گوشت و پوست سب بیچ دیا تو غربا کو کیا دیتا اسلئے ابتداء اسلام میں حکم دیا گیا تھا کہ تین دن کا گوشت اپنے پاس رکھکر باقی سب صدقہ کردو پھر بعد میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ حکم منسوخ فرما دیا۔

موطائے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نھی عن اکل لحوم الضحایا بعد ثلثۃ ایام ثم قال بعد ذلک کلوا وتزودوا وادخروا۔ مصفی و مسوی شرحین موطا امام مالک علیہ الرحمۃ مطبوعہ فاروقی دہلی ص۱۸۲	بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع فرمایا پھر اسکے بعد یہ فرمایا کھاؤ اور توشہ بناؤ اور جمع رکھو۔

مسجد میں کھال دینا منافی خلوص و تقوی نہیں بلکہ عین خلوص و تقوی ہے مولی تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب (پارہ ۱۷ سورہ حج)	جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرتا ہے تو یہ ایک دل کے تقوی سے ہے۔

[illegible] اپنے نفس و عیال پر خرچ کرنے کیلئے بیچے جیسا کہ فتاوی ہندیہ سے گذرا

Marfat.com

بخاری مسلم نے بروایت حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ثالث حدیث بیان کی کہ فرماتے ہیں۔

انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول من بنی مسجدا یبتغی بہ وجہ اللہ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ (کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکوٰۃ ص۸)

میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جس نے رضائے الٰہی کا طالب ہو کر مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اوسکے لیے جنت میں گھر بنا دیگا۔

صلۂ رحمی وغربا پروری بھی اسکا کچھ اثر نہیں کہ گوشت کے تین حصے مقرر فرما دیئے گئے ایک خود کیلئے دوسرا اقربا واحباب کیلئے تیسرا حصہ غربا وفقرا کیلئے شامی میں ہے۔

الافضل ان یتصدق بالثلث ویتخذ الثلث ضیافۃ لاقربائہ واصدقائہ ویدخر الثلث (شامی مصری جلدہ ص۲۸۶)

افضل یہ ہے کہ تیسرا حصہ صدقہ کرے اور تہائی حصہ سے عزیز واحباب کی ضیافت کرے اور تہائی حصہ جمع رکھے۔

جب یہ حصے مقرر ہو چکے تو اب کھال کے متعلق یہ مختار رہا خواہ بعینہ اپنے استعمال میں لائے خواہ غربا کو دیدے خواہ کسی اور مصرف خیر میں صرف کرے۔

شبہ پنجم مسجد کیلئے کھال متولی کو دینا گویا اوسے اپنا وکیل بنانا ہوا کہ متولی اوسے فروخت کرکے مسجد میں لگائے اور جب یہ خود فروخت نہیں کرسکتا تو وکیل کیونکر رسکیگا

ازالہ اولاً نہ وکیل بنایا جاتا ہے نہ یہ مقصد ہوتا ہے بلکہ لبسا اوقات معطی کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ متولی کون ہے۔ نہ خبر ہوتی ہے کہ متولی حامل شرائط وکالت ہے بھی یا نہیں نہ اوسکا یہ مقصود کہ اسے خاص متولی ہی فروخت کرے بلکہ بعض دفعہ

متولی صاحب موجود بھی نہیں ہوتے مضحی کھال لاکر حدود مسجد کے کسی گوشہ میں ڈال جاتا ہے اوسے اس سے کوئی مطلب نہیں ہوتا کہ اسے متولی فروخت کرے یا امام مسجد یا اہل محلہ بلکہ اوسکا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ بعد فروخت مسجد میں لگ جائے۔ ثانیاً فرض کرو کہ مضحی ہی کا وکیل سہی پھر جب مضحی خود کار خیر میں صرف کیلئے بیچ سکتا ہے جیسا کہ عالمگیری سے گزرا تو خود تمہارے قول سے بھی وکیل کا تصرف جائز ہوگا کہ خود مضحی کی بیع کا عدم جواز وکیل کے تصرف کا عدم جواز تم نے ثابت کیا جب کار خیر کیلئے اسکی بیع جائز تو وکیل کا تصرف بھی نافذ ثالثاً بزعم باطل یونہی سہی کہ کار خیر میں صرف کیلئے بھی مضحی فروخت نہ کرسکے پھر تمہیں کیا نافع اور ہمیں کیا مضر کہ وکیل وہ تصرفات کرسکتا ہے جو کسی ممانعت کے باعث مؤکل نہ کرسکے در مختار میں ہے۔

وصح توکیل	اور صحیح ہے وکیل کرنا ....
محرم حلالا	....
ببیع صید وان امتنع عنه المؤکل لعارض النهی۔	محرم کا غیر محرم کو شکار بیچنے کیلئے اگرچہ مؤکل عارضہ نہی کے باعث ممنوع ہے۔
رد المحتار مصری کتاب الوکالہ جلد ۴ صفحہ ۵۵۵	

شبہ ششم جب کھال مسجد میں دیدیگئی تو اب مسجد کی ملک ہوگئی اور ملک مسجد فروخت نہیں ہوسکتی۔

ازالہ اولاً مضحی کا منشاء ہی اسے فروخت کرکے مصالح مسجد میں لگانے کا ہوتا ہے نہ کہ کھالوں کا مسجد میں انبار کرنا ثانیاً مسجد کے متولی کو اس قسم کے تصرفات کا حق ہوتا ہے اور اسکا تقرر انہیں اغراض کے تحت ہوتا ہے تاتارخانیہ میں ہے

Marfat.com

ان اهل المسجد لو اتفقوا علی نصب رجل متولیا لمصالح المسجد فعند المتقدمین یصح ولکن الافضل کونه باذن القاضی ثم اتفق المتاخرون ان الا فضل ان لا یعلموا القاضی فی زماننا لما عرف من طمع القضاة فی اموال الاوقاف (شامی مصری کتاب الوقف جلد ۳ صفحہ ۵۶۶)

بیشک اگر اہلِ مسجد نے اتفاق کیا ایک شخص کو مصالح مسجد کے لئے متولی بنانے پر تو متقدمین کے نزدیک صحیح ہے لیکن افضل یہ ہے کہ باذن قاضی ہو پھر متاخرین نے اتفاق فرمایا کہ قاضی سے معلوم نہ کریں ہمارے اس زمانہ میں جبکہ اموال اوقاف میں قضاۃ کی طمع پہچان لی گئی۔

بحر و نہر میں ہے

اذا اجتمعوا علی رجل وجعلوہ متولیا لغیر امر القاضی یکون متولیا

شامی مصری باب احکام مسجد جلد اول صفحہ ۶۱۶

اہل محلہ جب ایک آدمی پر متفق ہوگئے اور اوسے بغیر امر قاضی متولی بنا لیا وہ متولی ہوگیا۔

ثالثا پوست اضحیہ ایسی ہی چیز ہے کہ جسے بیچکر ہی مسجد میں لگایا جاتا ہے مسجد کا ڈول یا اسکی دریوں کی گوٹ تین چار یا دس پندرہ کھالوں میں اتمام پذیر ہونگی نہ کہ اسقدر کثیر۔ اسکی نظیر مسجد کے پھل ہیں کہ انہیں بھی فروخت ہی کرکے انتفاع حاصل کیا جاتا ہے درمختار میں ہے۔

غرس فی المسجد اشجار تثمران غرس للسبیل فلکل مسلم الاکل والافتباع لمصالح المسجد

ردالمحتار مصری کتاب الوقف جلد ۳ صفحہ ۵۷۵

مسجد میں درخت بوئے گئے جو پھل دیتے ہیں اگر نمازیوں کے کھانیکے لئے بوئے گئے تو ہر مسلمان کو ان کا کھانا روا ہے ورنہ انہیں مصالح مسجد کیلئے بیچا جائے گا۔

حضرت امام علامہ شامی قدس سرہ السامی اسکے تحت فرماتے ہیں

اذا لم یعرف الشرط ان یاخذ ھا المتولی لبیعھا ولیصرفھا فی مصالح الوقف (شامی مصری کتاب الوقف جلد ۳ صفحہ ۴۵۵)

جب شرط نہ پہچانی گئی تو پھل متولی حاصل کرے اونہیں فروخت کرنے کیلئے اور مصالح وقف میں صرف کرے ۔

مصالح وقف مسجد کی تفصیل جلیل اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ مبارکہ التحریر الجید فی حکم المسجد میں ہے من شاء فلیرجع الیہ

شبہ ہفتم جب گوشت کا صدقہ مستحبہ ہونے پر قیاس کرکے پوست کو صدقہ مستحبہ قرار دیا گیا تو پوست کو مسجد میں دیتے ہوئے دیکھکر گوشت کو بھی اوسپر قیاس کیا جائے اور گوشت بھی مسجد میں دیا جائے تاکہ اوسے بیچکر اوسکی قیمت مسجد میں لگادی جائے ۔

ازالہ اولاً یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ گوشت کھانیکی چیز ہے پوست کو کوئی مسلمان نہیں کھاتا ہے ثانیاً ہدیہ وضیافت احباب کا سلسلہ اس سے منقطع ہوتا ثالثاً عید اضحیٰ کے مبارک دن ضیافت الہیہ کے دن ہیں اس ضیافت کی قدریوں بھی ہے کہ قربانی کے گوشت کو خرید وفروخت کئے بغیر استعمال کیا جاتا ہے رابعاً امراء کے دسترخوانوں پر ان دنوں میں گوشت پلاؤ اور کباب سیخ ہوتے اور غریبوں کی روٹی پر چٹنی ۔ اسلام نے مساوات کا سبق پڑھایا خامساً بیع گوشت کا مسئلہ خود علماء میں مختلف فیہ ہے ۔ لہذا احتیاط اجتناب میں پائی گئی حضرت امام علامہ شامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں ۔

لیس لہ بیعھا بمستھلك وان لہ

مضحی کو یہ حق نہیں کہ کھال اور گوشت مستہلک

Marfat.com

بیع الجلد بما تبقی عینه وسکت عن بیع اللحم للخلاف فیه ففی الخلاصه وغیرها لو اراد بیع اللحم لیتصدق بثمنه لیس له ذلک ولیس له فیه الا ان یطعم او یاکل

(شامی مصری جلد ۵ ص۲۸۷)

چیز کے عوض بیچے اور یہ حق حاصل ہے کہ جلد کو ایسی چیز کے عوض بیچدے جو بعینہٖ باقی رہے، صاحب در مختار نے گوشت کی بیع سے اسلئے سکوت فرمایا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے خلاصہ وغیرہ میں ہے اگر گوشت کے بیچنے کا ارادہ کیا تاکہ اسکی قیمت صدقہ کردے اسکو یہ حق نہیں اور اس معاملہ میں اسکے لئے یہی حکم ہے کہ کھلائے یا کھائے

حتیٰ کہ وہ علما، جو بیع لحم کے قائل ہیں خود انہیں بھی اختلاف ہے بعض نے فرمایا کہ گوشت کی بیع مستھلک چیز سے جائز ہے اور غیر مستھلک سے جائز نہیں اگرچہ مذہب صحیح یہی ہے کہ گوشت کی بیع بھی مستھلک سے جائز نہیں اور غیر مستھلک سے جائز ہے

فتاوی ہندیہ میں ہے

لو اشتری بلحم الاضحیة جرابا لا یجوز ولو اشتری بلحمها حبوبا جاز ولو اشتری بلحمها لحما جاز قالو (ا) والاصح فی هذا انه یجوز بیع الماکول بالماکول وغیر الماکول لغیر الماکول ولا یجوز بیع غیر الماکول بالماکول ولا بیع الماکول لغیر الماکول

اگر اضحیہ کے گوشت سے جراب خریدی جائز نہیں اور اگر اس کے گوشت سے غلہ خریدا جائز ہے اور اگر اسکے گوشت سے گوشت خریدا جائز ہے علمانے فرمایا اس (طور) پر اس مسئلہ میں صحیح یہ ہے کہ ماکول کی بیع ماکول کے ساتھ جائز ہے اور غیر ماکول کی غیر ماکول کے ساتھ جائز اور غیر ماکول کی بیع ماکول کے ساتھ جائز نہیں اور نہ ماکول کی غیر ماکول سے فتاوی ظہیریہ

Marfat.com

هكذا في الظهيرية وفتاوى قاضيخان
عالمگیری کتاب الاضحیہ باب سادس جلدہ ص۳۰۱

اور فتاوی قاضی خاں میں ایسا ہی ہے

حالانکہ خود اسی عالمگیری میں مذہب صحیح یہ بیان فرمایا گیا

واللحم بمنزلة الجلد في الصحيح حتى لا يبيعه بما لا ينتفع به الا بعد الاستهلاك (عالمگیری کتاب الاضحیہ جلدہ ص۳۰۱)

اور گوشت کا حکم کھال کیطرح ہے مذہب صحیح میں یہاں تک کہ اسکو اس چیز سے نہ بیچے کہ جسے ہلاک کرکے نفع حاصل کیا جائے

علامہ شامی قدس سرہ السامی رد المحتار میں فرماتے ہیں

والصحيح كما في الهداية وشروحها انهما سواء في جواز بيعهما بما ينتفع بعينه دون ما يستهلك وايده في الكفاية بما روى ابن سماعة عن محمد لو اشترى باللحم ثوبا فلا باس بلبسه ۔

شامی مصری جلد ۵ ص۲۸۷

صحیح وہ ہے جو ہدایہ اور اسکی شرحوں میں ہے کہ گوشت و پوست جواز بیع میں یکساں ہیں اوس چیز سے جسے بعینہ باقی رکھکر نفع حاصل کیا جائے بخلاف اس چیز کے کہ جسے ہلاک کرکے نفع اٹھایا جائے اور کفایہ میں اسکی اس دلیل سے تائید کی جو کہ ابن سماعہ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ اگر گوشت کے عوض کپڑا خریدا گیا تو اسکے پہننے میں حرج نہیں

اس اختلاف کے پیش نظر گوشت کا مسجد میں نہ دیا جانا ہی احتیاط ہے بخلاف پوست کے اوسکے لئے صریح جزیہ فتاوی عالمگیری سے شبہ دوم میں گزرا الو باعها بالدراهم ليتصدق به جاز (انتهى)

شبہ ہشتم درمختار میں ہے ويتصدق بجلدها قربانی کی کھال صدقہ کیجائے کیونکہ یہاں صدقہ کرنا بتایا گیا ہے لہذا صدقہ ہی کرنا ہوگا مسجد میں نہیں لگائی جاسکتی

52880

Marfat.com

اور نہ ہی کسی اور مصرف میں صرف کیجا سکتی ہے اس لئے صدقہ سے مراد صدقہ واجبہ ہی ہوتا ہے۔

ازالہ یہ مانعین کا وہ چوٹی کا اعتراض ہے جو پاکستان سے لیکر ہندوستان تک اچھالا جارہا ہے۔ لہذا ہم بھی اسپر قدرے تفصیل سے کلام کریں اقول وباللہ التوفیق عبارت در مختار پیش کرنے میں حضرات مانعین نے تدبر سے کام نہ لیا ورنہ اس باب میں اسے پیش کرنے کی جراءت ہرگز نہ کرتے اولاً صاحب در مختار اور اس کے ماتن صاحب تنویر الابصار یہاں بیان مستحبات فرمارہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

(ویاکل من لحم الاضحیۃ ویؤکل غنیا ویدخر وندب ان لا ینقص التصدق عن الثلث) وندب ترکہ لذی عیال توسعۃ علیھم (وان یذبح بیدہ ان علم ذلک والا) یعلمہ (شھدھا) بنفسہ ویامر بالذبح کی لا یجعلہا میتۃ (وکرہ ذبح الکتابی) واما المجوسی فیحرم لانہ لیس من اھلہ در (ویتصدق بجلدھا)

ردالمحتار کتاب الاضحیہ جلد ۵ صفحہ ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۸

اور قربانی کے گوشت میں سے خود کھائے اغنیاء کو کھلائے اور جمع کر رکھے اور مستحب ہے کہ صدقہ تہائی سے کم نہ کرے اور مستحب ہے کہ تنگدست عیالدار اپنے عیال پر وسعت کی غرض سے صدقہ کو ترک کردے اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرے جبکہ ذبح کرنا جانتا ہو اور اگر نہ جانتا ہو تو خود موجود رہے اور دوسرے کو ذبح کرنیکا حکم دے تاکہ ناواقف قربانی کو مردہ نہ بنادے کتابی کا ذبیحہ مکروہ ہے لیکن مجوسی کا ذبیحہ حرام ہوجائیگا کہ وہ اسکا اہل ہی نہیں یہ در میں ہے اور قربانی کی جلد کو صدقہ کرے

ظاہر ہے کہ گوشت قربانی کا تناول کرنا اغنیاء کو کھلانا ذخیرہ کر رکھنا صدقہ تہائی

Marfat.com

سے کم نہونا تنگدست عیالدار کا اپنے اہل کیلئے روک رکھنا اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا خود موجود رہنا انمیں سے ایک چیز بھی واجب نہیں تو کھال کا صدقہ کیونکر واجب ہوگیا۔ حالانکہ اسی ضمن میں اوسکا بھی بیان ہے ثانیاً اسی میں ویتصدق بجلدھا کے بعد فرمایا۔

او یعمل منہ نحو غربال وجراب و قربۃ وسفرۃ ودلو او یبدلہ بما ینتفع بہ باقیا لما مر لا بمستھلک

(رد المحتار مصری جلد ۵ صـ۲۸۷)

یا اس کھال سے جراب مشک دسترخوان یا ڈول بنالیا جائے یا اسکو ایسی چیز سے بدل دے جسکو باقی رکھتے ہوئے اس سے فائدہ حاصل کیا جاسکے جیسا کہ گذرا مستہلک چیز سے نہ بدلے۔

اس جزیہ کے باوجود یہ کہنا کہ کھال کسی اور کام میں نہیں آسکتی کسقدر دلیری ہے اور جب خود وہ اپنے استعمال میں لاسکتا ہے تو مسجد میں دینا تو کار خیر میں دینا ہے یہ کیونکر ناجائز ہوگا اگر اسکا تصدق صدقہ واجبہ ہوتا تو اپنے استعمال کی کہاں راہ تھی۔ ثالثاً اسی ویتصدق بجلدہا کے تحت علامہ شامی فرماتے ہیں۔

ویتصدق بجلدھا وکذا بجلالھا وقلائدھا فانہ یستحب اذا اوجب بقرۃ ان یجللھا ویقلدھا واذا ذبحھا تصدق بذلک کما فی التاترخانیہ

(شامی مصری جلد ۵ صـ۲۸۷)

اور جلد کو صدقہ کرے ایسے ہی اسکے جھول اور ہار و گلوبند کو صدقہ کرے کہ بیشک یہ مستحب ہے کہ جب اپنے گائے واجب کی تو اسے جھول ہار گلوبند پہنائے اور جب اسے ذبح کی تو انکو صدقہ کردے جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہے۔

لفظ کذا نے بتایا کہ جو حکم کھال اور جھول کے تصدق کرنے کا ہے وہی جلد کے تصدق کا اور یستحب سے ظاہر کہ یہ چیزیں اسے پہنانا بھی مستحب اور

Marfat.com

اور بعد ذبح تصدیق بھی مستحب اس تصریح صریح کے بعد اسے صدقہ واجبہ ٹھہرانا خواہ مخواہ مطلب کو بگاڑنا نہیں تو اور کیا ہے خود حضرات مانعین نے آجتک بار اور حصول کے وجوب تصدق کا فتویٰ صادر نہ فرمایا۔ اگر آج سے پہلے کوئی اس کے وجوب پر فتویٰ دیا ہو تو بتائیں لیکن اسکا ثبوت ضروری ہوگا کہ ان کا وہ فتویٰ اس تحریر کے مطالعہ سے قبل کا ہے رابعًا صدقہ کے متعدد معنی ہیں کما لا یخفی من طالع کتب اللغات ان میں سے صرف ایک معنی خاص میں خلاف تصریحات فقہائے کرام اسے محصور کر دینا یقینًا انصاف سے بعید ہے خامسًا لفظ صدقہ کا اطلاق صدقات مستحبہ پر خود قرآن عظیم واحادیث کریمہ وکلمات مفسرین کرام ومحدثین عظام وفقہائے انام میں شائع وذائع ہے قرآن حکیم میں ارشاد ہوا۔

ان تبدوا الصدقات فنعما ھی	اگر صدقات ظاہر کرکے دو تو اچھا ہے اور
وان تخفوھا وتؤتوھا الفقراء	اگر چھپا کر فقرا کو دو تو تمہارے لئے سب
فھو خیر لکم (پارہ ۳ سورۂ بقر)	سے اچھا ہے۔

سید المفسرین حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان تخفوھا کے تحت فرماتے ہیں۔

تسروھا یعنی التطوع	تخفوھا کے معنی یہ ہیں کہ اسکو چھپا کے دو
تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس مصری ص۲۲	یعنی صدقہ نافلہ کو۔

حضرت امام علامہ علاؤ الدین علی ابن محمد بن محمد ابراہیم بغدادی علیہ الرحمۃ تحت آیۂ کریمہ ان تبدوا الخ اظہار صدقہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ای تظهروا الصدقات والصدقة ماتخرجہ الانسان من مالہ علی وجہ التقرب فیدخل فیہ الزکوٰۃ الواجبۃ وصدقۃ التطوع (تفسیر خازن شریف مصری جلد اول صہ٢١٣	یعنی مراد آیت یہ ہے کہ صدقات ظاہر کرو اور صدقہ یہ ہے کہ انسان اپنے مال میں سے بغرض عبادت کچھ حصّہ نکالے تو اس آیت میں زکوٰۃ واجبہ اور صدقۂ نافلہ دونوں داخل ہیں ۔

یہی علامہ ممدوح فهو خير لكم کے تحت اخفائے صدقہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں

یعنی الاخفاء الصدقة افضل من العلانية وكل مقبول اذا كانت النية صادقة واختلفوا فی المراد بالصدقة النافلة المذكورة فی الآیة فقال الاكثرون المراد بها صدقة تطوع واتفق العلماء على ان كتمان صدقة التطوع افضل واخفاءها خير من اظهارها ۔ تفسیر خازن شریف مصری جلد اول صہ٢١٣	اخفائے صدقہ اظہار صدقہ سے افضل ہے اور سب مقبول ہیں جب کہ نیت صالحہ ہو اور علمائے کرام نے صدقہ مذکورہ آیہ کریمہ میں اختلاف فرمایا تو اکثر نے یہ فرمایا کہ اس سے مراد صدقات نافلہ ہیں اور علماء نے اسپر اتفاق فرمایا کہ صدقات نافلہ کا اخفاء ان کے اظہار سے افضل ہے ۔

حضرت امام علامہ ابوالبرکات سیدی عبداللہ ابن احمد ابن محمود النسفی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

قالوا المراد صدقات التطوع تفسیر مدارک التنزیل علی ہامش الخازن جلد اول صہ٢١٢	علماء کرام فرماتے ہیں اس سے مراد صدقات نافلہ ہیں ۔

حضرت امام علامہ مفتی ملا جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ استاذ سلطان اورنگ زیب

Marfat.com

عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زیر آیہ کریمہ خذ من اموالھم صدقۃ رقمطراز ہیں۔

الصدقۃ یحتمل صدقۃ نافلۃ والزکوٰۃ ۔(التفسیرات احمدیہ مطبوعہ جید پریس دہلی ص۴۷)	آیت میں لفظ صدقہ صدقۂ نافلہ اور زکوٰۃ پر محتمل ہے۔

احادیث کریمہ اس باب میں کثیر دوافر ہیں تبرکا چند احادیث کریمہ ذکر کریں ابو داؤد و طبرانی و بیہقی نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک جماعت صحابہ سے مرفوعاً روایت کی کہ دافع البلا رصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

حصنوا اموالکم بالزکاۃ وداؤو مرضاکم بالصدقۃ واستقبلوا امواج البلاء بالدعاء والتضرع (کتاب الترغیب والترھیب علی ہامش المشکوٰۃ ص۱۳)	زکوٰۃ دیکر اپنے مالوں کی حفاظت کرو صدقہ دیکر بیماریوں کی دوا کرو۔ بلاؤں کی موجوں کا دعا و تضرع سے استقبال کرو۔

یہاں لفظ صدقہ کو زکوٰۃ کے بالمقابل ارشاد فرماکر اشارہ فرما دیا کہ صدقہ علاوہ زکوٰۃ بھی ہوا کرتا ہے اور سنئے صدقہ اور افضل صدقہ کونسا صدقہ تطوع ہے۔ ابو داؤد و نسائی نے حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے دربار رحمۃ اللعالمین میں عرض کی۔

یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء فحفر بیرا وقال ھذا لام سعد مشکوٰۃ شریف مطبع نظامی دہلی ص۱۶۹	یا رسول اللہ سعد کی ماں انتقال فرماگئیں تو کون سا صدقہ افضل ہے۔ فرمایا پانی تو انہوں نے کنواں کھودا اور فرمایا کہ یہ سعد کی ماں کیلئے ہے۔

نہ ہوئے حضرات مانعین اس زمانہ میں ورنہ اس کنوئیں پر ایک بورڈ لگا

Marfat.com

دینے کہ اسکا پانی فقیر پئے غنی نہ پئے اسلئے کہ یہ صدقہ ہے اور صدقہ سے مراد صدقہ واجبہ ہی ہوتا ہے میں حضرات مانعین سے گذارش کرتا ہوں کہ اگر خیر سے حج کو تشریف لیجانا ہوگیا اور وہ مبارک کنواں نجدی کے دست برد سے محفوظ ملا تو آپ تو غالباً اس کا پانی نوش نہ فرمائیں گے لیکن ہم تو انشاء اللہ الکریم خوب سیر ہوکر پیئیں گے۔ صدقہ نافلہ کے انکار نے آپ کو کیسے خسارہ میں رکھا۔ طبرانی نے باسنادِ حسن و امام بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن مسعود حبر الامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جواد و کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں۔

کل قرض صدقۃ	ہر قرض صدقہ ہے
(کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکوٰۃ صفحہ ۱۵۵)	

ہر صدقہ کو اگر صدقہ واجبہ ہی مانا جائے تو پھر لازم آئے گا کہ نہ کسی سے قرض لیجئے نہ کسی صاحب نصاب کو قرض دیجئے اور اگر کسی مفلس کو قرض دیں تو واپسی کا قصد نہ کیجئے کہ صدقہ دیکر پھر اسے خریدنے کی بھی ممانعت ہے چہ جائیکہ اسکی واپسی موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔

ان عمر ابن الخطاب حمل علی فرس فی سبیل اللہ فاراد ان یبتاعہ فسأل عن ذلک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال لا تبتعہ ولا تعد فی صدقتک۔	حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو راہ خدا میں گھوڑے پر سوار کیا پھر گھوڑا خریدنے کا قصد فرمایا حضور کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے اس باب میں سوال کیا۔ فرمایا نہ اسے خرید نہ اپنا صدقہ واپس لے۔
(موطا مصفٰی شرحین موطا مطبوعہ فاروقی دہلی جلد ۱ صفحہ ۲۱۷)	

امام ترمذی بروایت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ صاحب خلق عظیم علیہ الصلاۃ والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں۔

تبسمك فی وجہ اخیك صدقۃ وامرك بالمعروف صدقۃ ونھیك عن المنکر صدقۃ وارشادك الرجل فی ارض الضلال صدقۃ ونصرك الرجل الردی البصر لك صدقۃ واماطتك الحجر والشوك والعظم عن الطریق لك صدقۃ وفراغك عن دلوك الی دلو اخیك لك صدقۃ

مشکواۃ شریف نظامی صہ ۱۴۰

اپنے (مسلمان) بھائی کے سامنے تیرا مسکرانا صدقہ ہے نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے بُرائی سے روکنا صدقہ ہے بھولے کو راستہ بتانا صدقہ ہے کمزور نگاہ والے کی مدد کرنا صدقہ ہے راستہ سے پتھر، کانٹا، ہڈی دور کردینا صدقہ ہے اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا صدقہ ہے

ہر صدقہ کو صدقہ واجبہ بتانے والے حضرات غالباً ان امور میں سے کسی امر پر عمل نہ کریں گے نہ کسی غنی کے ساتھ نہ اپنے اصول و فروع کے ساتھ یہ چار احادیث محض بطور نمونہ گزارش کی گئیں ورنہ تفصیل کیلئے دفتر طویل کی ضرورت ہے مفسرین کرام کے اقوال آیات کے تحت گزرے۔ محدثین عظام نے ان احادیث کے ابواب کا نام افضل الصدقہ رکھا اسیقدر کافی تھا لیکن مناسب ہے کہ آخر میں خاتم المحدثین حضرت علامہ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی ایک عبارت پیش کی جائے۔ فرماتے ہیں۔

ایں بیان صدقہ واجبہ بود اما صدقہ تطوع

یہ صدقہ واجبہ کا بیان تھا لیکن صدقہ نافلہ

اگرچہ امر ایجابی بداں نہ کردے و بر ترک
وعید نفرمودے اما ور الغایت
دوست داشتے و بداں چنداں شاد شدے
کہ بخلاء بشنیدن آں شاد شوند و ہر مقدار
کہ در راہ حق صرف کردے آں را بسیار
نشمردے و ہیچ کس چیزے از وے نخواستے
الا اجابت کردے و بدادے و فرزدق
شاعر در نعت وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
گفتہ است شعر

ما قال لا قط الا فی تشہدہ
لولا التشہد کانت لاءہ نعم

(مدارج النبوۃ شریف مطبوعہ نولکشور باب دہم
در انواع عبادت نوع سوم زکاۃ وصل صدقہ تطوع جلد اول)

اگرچہ اس کا حکم بطور وجوب
نہ فرمایا نہ اسکے ترک پر وعید فرمائی لیکن
اسے بغایت محبوب رکھتے تھے ۔ اور
اسقدر اظہار سرور فرماتے تھے کہ بخلاء
لیکر خوش ہوتے ہیں اور جس مقدار میں
راہ خدا میں صرف فرماتے اسے زیادہ
نہ شمار فرماتے اور کوئی شخص کوئی چیز آپ سے
طلب کرتا مگر آپ قبول فرماتے اور دیدیتے ۔ فرزدق
شاعر نے آپکی نعت میں عرض کیا ہے شعر

تشہد کے علاوہ آپکے لب پر نہ لا آیا
تشہد گر نہ ہوتا آپ کا لا بھی نعم ہوتا

(تنویر الحامدی)

فقہائے کرام کے یہاں بھی صدقہ کا اطلاق صدقۂ نافلہ پر موجود ہے جسکی عبارات
اس رسالہ میں متعدد مقامات پر گذریں یہاں صرف دو عبارتیں خاص متعلقہ گوشت
قربانی نقل ہیں ۔

ولیستحب ان لاینقص الصدقۃ
من الثلث

قدوری صـ ٢٣

مستحب یہ ہے کہ صدقہ تہائی سے کم
نہ کرے ۔

Marfat.com

شامی میں ہے

والصدقۃ باللحم تطوع شامی جلد ۵ ص۲۸۶	گوشت کا صدقہ صدقہ نافلہ ہے

اس مختصر وضاحت کے بعد میں اپنے مسلک کی تصدیق وحصول برکت و قبولیت کی امید رکھتے ہوئے حضور پر نور اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام اہلسنت بریلوی قدس سرہٗ العزیز کا ایک فتوی مبارکہ پیش کرتا ہوں جنہیں علمائے عرب وعجم نے سراہا دعائیں دیں مجدد ہذا القرآن کے عظیم خطاب سے یاد فرمایا

عرفان شریعت حصہ دوم میں اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سے متعلق دو فتوے شائع ہوئے پہلا ص۱۶ پر دوسرا ص۳۵ سے ص۳۷ تک یہاں ص۳۵ سے ص۳۷ والا فتوی اپنی تمام ضیا باریوں کیساتھ نور افگن ہے وھوھذا

مسئلہ مفتیان کرام وفقہائے ذوی الاحترام کا اس بارہ میں کیا ارشاد ہے۔

زید کہتا ہے کہ جلد قربانی وعقیقہ مسجد ومدرسہ کے صرف میں آسکتی ہے۔ بکر کا قول ہے کہ کسی فقیر کو دیجائے کیونکہ یہ صدقہ ہے اور صدقات کی تفصیل کلام الٰہی نے فرمادی انما الصدقات للفقرآء الآیہ (سورۂ توبہ) اور حکم باری تعالیٰ ہے فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول لہذا کلام ربانی کیطرف رجوع کیگئی۔ نیز بکر کا بیان ہے کہ بر تقدیر صحت قول زید اسکا ماخذ کہاں ہے امید کہ مسئلہ کی توضیح مع نقل عبارات فرمائی جائے بینوا وتوجروا۔

الجواب بیشک ہر منازعت میں اللہ ورسول ہی کی طرف رجوع لازم ہے مگر ہر ایک کو بلا واسطہ رجوع کی لیاقت کہاں۔ یہیں دیکھئے آیہ کریمہ میں صدقات

Marfat.com

سے زکواۃ مراد کہ اسمیں ارشاد ہوتا ہے والعاملین علیھا اور بکر نے اسے قربانی وعقیقہ کو شامل کر دیا۔ یہ بھی نہ دیکھا کہ اس کے تو گوشت کی نسبت خود قرآن کریم میں ارشاد ہے فکلوا منھا اسمیں سے خود بھی کھاؤ۔ اب کہاں رہی صدقات کی وہ تفصیل جو اس آیہ کریمہ میں بالحصر ارشاد ہوئی تھی انما الصدقات للفقرآء الایہ یہ بھی نہ سمجھا کہ عوام تک اسے قربانی کہتے ہیں نہ کہ صدقہ۔ تو ہر کار تقرب اسمیں روا ولہذا امام علامہ زیلعی نے شرح کنز الدقائق میں فرمایا لانہ قربۃ کالتصدق ہاں ہم نے خاص مسئلہ قربانی میں اللہ عزوجل کیطرف رجوع کی تو اس کا ارشاد پایا فکلوا منھا واطعموا البائس الفقیر خود اسمیں سے کھاؤ اور ضرورتمند فقیر کو کھلاؤ اطعام کے لفظ نے بتایا کہ تصدق ہی لازم نہیں اباحت بھی کافی ہے جو محض ایک قربت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیطرف رجوع کی تو حضور کا ارشاد پایا فکلوا وادخروا وأتجروا خود کھاؤ اور اٹھا رکھو اور ثواب کا کام کرو رواہ ابوداؤد وغیرہ عن نبیشۃ الھذالی رضی اللہ تعالٰی عنہ مسجد ومدرسہ دینیہ اہلسنت میں دینا بھی ثواب کا کام مثل اطعام اور اسی وائتجروا کے حکم میں داخل ہاں، اگر کوئی شخص اسکی جلد اپنے صرف میں لانے کی نیت سے روپیوں پیسوں کو بیچے تو بیشک قیمت اسکے حق میں خبیث ہوگی لانہ خرج من التمول کما نصوا علیہ وفی حدیث المستدرک من باع جلد اضحیتہ فلا اضحیۃ لہ وہ قیمت نہ مسجد میں دے نہ مدرسہ میں فان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب بلکہ فقراء پر تصدق کرے کما ھو حکم المال الخبیث اور اگر نہ اپنے لئے بلکہ مسجد ومدرسہ یا کسی فقیر ہی کو دینے کیلئے روپوں پیسوں کو بیچے خود یہ خواہ متولی مسجد

Marfat.com

و مدرسہ دوکین تقییسر بہر صورت جائز ہے اور وہ دام مدرسہ و مسجد میں صرف ہو سکتے ہیں کہ ممنوع تمول ہے نہ کہ تقرب و قد مر عن التبین انہ قربۃ کالتصدق و تمام تحقیقہ فی رسالتنا الصافیۃ الموجبۃ حکم جلود الاضحیۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

☆

الحمد للہ کلام اپنے اتمام کو پہنچا یہ سب میرے آقا و مولا سیدی وسندی و مرشدی حضور پر نور حجۃ الاسلام مرجع الانام مولانا الحاج الشاہ محمد حامد رضا خاں قبلہ علامہ بریلوی قدس سرہٗ القوی کے فیوضات باطنی کا پرتو ہے کہ جواب کی چند سطور نے صورت رسالہ اختیار کی لہذا اس کا نام الفیوضات الحامدیۃ فی تعمیر المساجد بجلود الاضحیۃ تجویز کرتا ہوں اور دست بدعا ہوں کہ مولی تعالیٰ میرے آقا کے فیوض و برکات سے مجھ تہی داماں کو مالا مال فرمائے آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ ونور عرشیہ وقاسم رزقہ سیدنا مولانا محمد و الہ وصحبہ اجمعین آمین

مورخہ ۱۹ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ دوشنبہ مبارکہ

کتبہ جیلانی رضوی حامدی جودھپوری غفر لہ القوی
الفقیر سید محمد ریاض الحسن

خطیب اعظم جامع مسجد اہل سنت و جماعت امریکن ریلوے ورکشاپ حیدرآباد سندھ پاکستان	رضوی حامدی جودھپوری ۱۳۶۸ھ نے سید محمد ریاض الحسن جیلانی

تصدیقات

علمائے حیدرآباد سندھ

تقریظ فقیہ امجد محدث ارشد مولانا مولوی ابوالمحامد سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھوچھوی مدظلہ،

حضرت مجیب خلیفہ حجۃ الاسلام کی تحریر سے ایسے لوگوں کے وجود کا پتہ چلا جو جلد اضحیہ کے بارے میں اس تحقیق انیق کے خلاف ہیں، ورنہ کسی واقف دین پر نہ یہ پوشیدہ ہے کہ جلود اضحیہ کا تصدق صدقۂ نافلہ ہے اور نہ یہی پوشیدہ ہے کہ صدقات نافلہ سے مسجد کی خدمت بلاشبہ جائز ہے اور اسکے بعد پھر مسئلہ کا انکار جہل محض اور مسائل سے بے خبری کی دلیل ہے ھذا ماعندی والعلم عند اللہ تعالیٰ واللہ ورسولہ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم

فقیر ابوالمحامد سید محمد اشرفی جیلانی غفرلہ ولوالدیہ و عن لاحق علیہ

نزیل حیدرآباد سندھ

☆

تقریظ سراج طریقت عارف اسرار حقیقت حضرت مولانا مولوی حافظ سید واحد علیشاہ صاحب مرادآبادی ثم الوری نفع اللہ المسلمین بفیضانہ الصوری و معنوی

رسالہ ہذا کو مختلف مقامات سے دیکھا مولانا موصوف نے بڑی عرق ریزی سے

Marfat.com

کام لیا اور مسئلہ ھذا میں بڑی تحقیق فرمائی بلاشک جلد اضحیہ مسجد میں اور مسجد کے مصارف میں صرف کرنا جائز ہے جبکہ ایک ذمی کافر کو دینا جائز بنائً علیہ مسجد و دیگر کار خیر میں بھی دینا جائز جیسا کہ علماء کی تصریحات سے ثابت

سید واحد علی

(نزیل حیدرآباد)

☆

تقریظ فاضل حزب الاحناف مفتی سکھ حضرت مولٰنا مولوی شمس الضحیٰ صاحب

جلود اضحیہ سے تعمیر مسجد جائز ہے اگرچہ قربانی کرنے والے نے خود ہی مسجد کے لئے فروخت کیا ہو اور اگر قربانی کرنے والے نے درہم و دینار وغیرہما کے عوض اپنی ذات کیلئے قربانی کی کھال بیع کی تو اب اسے مسجد میں صرف نہیں کر سکتا اسکا مصرف صدقات واجبہ کا مصرف ہے۔

شمس الضحیٰ غفرلہٗ

نزیل حیدرآباد سندھ

☆

تقریظ مجاہد ملت حضرت علامہ محمد عبد الحامد صاحب قادری صدر جمعیۃ علمائے پاکستان کراچی

صورت مسئولہ میں جو جوابات حضرات علمائے اکابر نے تحریر فرمائے اس سے کلیتہً اتفاق ہے۔

عبد الحامد القادری ۱۰ رجب ۱۳۷۴ھ

صدر جمعیۃ علمائے پاکستان کراچی نزیل حیدرآباد سندھ

Marfat.com

تقریظ فاضل اجل حضرت مولوی احمد نورانی صاحب خلف الرشید مبلغ الاسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و ناظم جمعیۃ علمائے پاکستان کراچی نزیل حیدرآباد

مبسملا و حامدا و محمدا جل و علا و مصلیا و مسلما محمد اصلی اللہ علیہ وسلم دلائل قاہرہ سے بحمداللہ صورت مسئلہ واضح تر ہے اسکے بعد بھی کچھ کہا جائے تو دلیل عدم تفقہ ہے۔ حضرت الاخ الفاضل الجلیل نے اس اہم دینی خدمت کا تکملہ فرما کر اشد دینی ضرورت کو پورا فرمایا جزاہ اللہ عنا و عن سائر اہل السنۃ خیر الجزاء۔ سمقہ العبد الجانی احمد نورانی غفرلہ الباری

۱۷ / ۷ / ۷۴ھ (نزیل حیدرآباد سندھ)

☆

تقریظ حامی دین متین حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مصلح الدین صاحب قادری رضوی خطیب مسجد جامع آخوند کراچی (نزیل حیدرآباد سندھ)

فاضل مجیب حضرت مولانا مفتی سید ریاض الحسن جیلانی حامدی رضوی نے چرم قربانی کے مساجد و مصارف خیر میں استعمال کے جواز حلت پر آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ و تصریحات فقہاء و ائمہ و تحقیقات انیقہ پر مشتمل جو رسالہ المسمی بالفیوضات الحامدیہ فی تعمیر المساجد بجلود الاضحیہ ترتیب فرمایا ہے فقیر نے اسے من اولہ الی آخرہ دیکھا ہر صاحب عقل و انصاف کیلئے یہ رسالہ مبارکہ عجالہ حق کی وضاحت کیلئے کافی و وافی پایا ان کی تحقیق قابل تحسین و آفرین ہے مولی تعالیٰ فاضل مجیب

Marfat.com

کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے فیوض و برکات کو عام فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر حافظ مصلح الدین صدیقی قادری رضوی
نزیل حیدر آباد

☆

الجواب صحیح ۔ فقیر محمد حسین غفرلہ خادم جامعہ رضویہ مظہر اسلام
المتوطن سکھر جھنگ بازار لائل پور نزیل حیدر آباد سندھ
مورخہ ۱۳ جمادی الاول ۱۳۷۶ھ

☆

تقریظ عالم نبیل فاضل جلیل خلیل العلما حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب قادری
صدر المدرس مدرسہ احسن البرکات حیدر آباد سندھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ الحمد اللہ الذی تستغنی بشکر الائہ الخلائق وتتجلی بنور کبریائہ المغارب والمشارق والصلاۃ والسلام علی حبیبہ وخلیلہ المبعوث الی کافۃ الامم من العرب والعجم وعلی آلہ واصحابہم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ۔

اما بعد فانی قد طالعت الرسالۃ الوشیفۃ والقبالۃ الکریمۃ المسمات بالفیوضات الحامدیۃ فوجدتہا بحمد اللہ تعالی انہا تنور النواظر وترھف البصائر مملوئۃ بالبینات الوافرۃ ومشحونۃ

بالدلائل المتكاثرة - ولله در المصنف حيث سعى فى قمع اوهام المتفقهين وقلع شبهات المترددين واتى ما يناسبه المقام من القرآن واحاديث خير الانام واورد فيها اقوال العلماء وزينها بمقالات الفقهاء فاختار ما هو المختار، واثر ما عليه الابرار فهو بالمتابعة احق لان الحق بالاتباع حق. كيف لا وقد صنفها الفاضل الاجل والعالم الاكمل ذو الطبع الفهيم وصاحب فهم المستقيم اخى فى الله ذو المجد والجاه حامى السنن ماحى الفتن مولانا المولوى السيد الشاه محمد رياض الحسن القادرى البركاتى الرضوى فالله يجزيه جزاء الحسن. فطوبى ثم طوبى لمن اهتدى واولى ثم اولى لمن اتبع الهوى. اللهم انى اعوذ بك من احداث الفتن الينا واليه وتطاول اهل الجرأة علينا وعليه ربنا اليك انبنا وعليك توكلنا واليك المصير وصلى الله تعالى على البشير النذير وعلى آله واصحابه الى يوم لا ينفع فيه جد ولا مال ولا بنون ونحن ان شاء الله تعالى بكرمه عز اسمه تحت ذيل حبيبه مستبشرون فرحون كتبه بقلمه العبد محمد خليل خان القادرى البركاتى المارهرى عفى عنه ٢٦ من ربيع الآخر سنة ١٣٧٤ من الهجرة القدسية

مہر مولنا موصوف

مہر دار الافتاء

Marfat.com

تقریظ حضرت مولانا مولوی سید محمد علی صاحب حامدی رضوی قادری الوری خطیب جامع مسجد نور پنجرا پور حیدر آباد سندھ

۷۸۶/۹۲ الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ الکرام وصحبہ العظام اما بعد فما کتبہ العالم المحقق والفاضل المدقق جامع المعقول والمنقول حامی السنن ماحی الفتن مفتی الزمن الحری اللقن والذکی الفطن حضرۃ مولنا المولوی السید محمد ریاض الحسن الجیلانی الرضوی الحامدی الجودھپوری نفع اللہ المسلمین بفیضانہ المعنوی والصوری فی ھذہ الرسالۃ المبارکۃ المنیفۃ الکریمۃ المسماۃ بالفیوضات الحامدیہ فی تعمیر المساجد بجلود الاضحیۃ فقد وجدتہا بالحجج القویۃ من الکتاب والسنن السنیہ وبالدلائل الفقہیۃ الکثیرۃ لصحیحہ فاثابہ اللہ تعالیٰ ثوابا کثیرا واجرا وفیرا یوما ولیلا مادامت الارض والسماء قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ عبدہ العاصی السید محمد علی القادری الرضوی عفاعنہ ربہ العلی القوی

مہر مولٰنا موصوف

Marfat.com

تقریظ فاضل مراد آباد حضرت مولانا حافظ محمد واصل صاحب خطیب مسجد پولیس ہیڈ کوارٹرز حیدر آباد سندھ

مبسملا وحامدا ومصلیا۔ امابعد ما قالہ العلامۃ والفادۃ الفہامۃ حق صریح ومسلک صحیح لیئق بالاعتماد وحقیق بالاستناد۔ وانا العبد الاٰمل کرمہ ربہ الکامل الشاہ محمد واصل غفرلہ ربہ لفضلہ العاجل خطیب المسجد الشریف فولیس ھید کوارتر حیدرآباد سندھ

☆

تقریظ شیخ المشائخ عارف باللہ مولنا مولوی سید صبغۃ اللہ المعروف پیر ایرانی صاحب مدظلہ

(۱) ہر عمل یا مالے کہ در کار خیر بامید ثواب خالصاً لوجہ اللہ صرف شود صدقہ است

(۲) صدقہ یا از قسم واجب است مثل نذر، کفارہ، فطرہ، زکوٰۃ وغیرہ یا از قسم نافلہ (تطوع) است کہ قربتاً الی اللہ بامید اجر نیک اجرا میگردد۔

(۳) صدقات واجبہ مقدر وطریق خریج آں معین ومستحقین آں مشخص است ودر صدقہ تطوع اختیارات صدقہ دہندہ وسیع تر وتا صدی مصالح وقت بنا بر تشخیص وی ست۔

(۵) برکسی کہ قربانی واجب شدہ باشد (بشرطیکہ نذر نہ باشد) وقتیکہ خون حیوان در ذبح بدست صاحب آں یا بدست نائب آں جاری شد وجوب بعمل آمد۔ واما تقسیم گوشت وبکار آوردن پوست ودیگر اجزائے وروئی دبیحہ

Marfat.com

بایں وجہ از صدقات نافلہ (تطوع) است کہ صاحب آں گوشت را در صرف اطعام خود و اہل بیت خود (لشمول والدین) و احباب (لشمول اغنیاء وسادات وفقراء، قانع یا سائل وغیرہ میتواند در آرد اما پوست و دیگر اجزائے درونی ذبیحہ را بقیاس گوشت عیناً بکار البتہ و دیگر ضروریات خود یا اصدق یا جامعہ میتواند در آرد و نیز مختار است کہ قیمت آنرا یا عین آں را بیک یا چند مساکین مستحقین بسپارد یا در کارہائی خیر بہ صرف کند ماجور گردد۔

(۶) چونکہ موضوع سوال "تعمیر المساجد بجلود الاضحیہ" است گفتہ میشود کہ چاہ آب در آوردن مریضخانہ، یتیم خانہ، مساجد وغیرہ ساختن یا تعمیر کردن از شمار صدقات نافلہ است لہذا پوست، اجزائے درونی ذبیحہ قربانی را عیناً وقیمتاً بہ مصارف مذکورہ (یا جہت آبادکاری مہاجرین تبقاضائے وقت کنونی) رسانیدن مانع اجر وثواب نیست۔

(۷) اگر صاحب صدقہ مذکورات را بفروشد بہ نیت تملیک خود گویا قربانی نکردہ است بلکہ تجارت کردہ است۔

(۸) بنا بر مذکورات فوق چونکہ موقعیت خرچ وطریق مصرف صدقات نافلہ در کمال، ونقص اجر وثواب صاحب صدقہ یقیناً اثر انداز میتواند بشود لہذا بنا بر مصالح وقت، باید موانع حصول حسنات را مرتفع سازند۔ وصدقات را بہ افضل ترین محل خرچ نمایند واز تعصب وریا وبخل بپرہیزند تا عبادت واخلاص صاحب صدقہ از ہر شائبہ مصئون و بہ کمال مقبولیت مقرون گردد۔

صبغت اللہ گنج بخش شاہ پڑ۔ حیدرآباد (سندھ) مورخہ ۳ ذیقعدۃ الحرام ۱۳۷۰ھ

تقریظ رئیس سندھ شیخ الاعظم ٹیاری شریف حضرت مولنا مولوی پیر غلام مجدد صاحب سرہندی

تحقیقیکہ جناب مولنا سید ریاض الحسن صاحب مدظلہٗ فرمودہ حقا کہ از دیگراں مستغنی نمود اصل معاملہ درمعاملہ تملیک است چونکہ مقرر است کہ پوستہائی اضحیہ درحکم صدقہ اند و مولنا موصوف در تحقیق خویش آنرا صدقہٗ نافلہ قرار دادہ اند پس لامحالہ جائز خواہد بود ھذا ما ظھر لی فی الباب

عبدہٗ غلام مجدد عفی عنہ وعن اسلافہ آمین

☆

تقریظ عالم باعمل عامل بے بدل حضرات مولنا مولوی سید محمد علی صاحب ایم آر جے پوری مدظلہٗ

نحمدہٗ نصلی علی رسولہ الکریم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لحمد اللہ میں نے اس رسالہ فیض مقالہ کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ۔ اور ہر طرح قابل اعتماد پایا اسمیں اس مسئلہ کے متعلق کسی پہلو کو محتاج جواب نہ چھوڑا ۔ تمام شبہات لاحقہ اور اعتراضات متعلقہ کا کتب معتبرہ معتمدہ ۔ نیز احادیث صحیحہ سے بدلائل واضحہ و براہین قاطعہ اس خوبی سے ازالہ فرمایا گیا ہے کہ کسی حق پسند طبیعت کو گنجائش انکار ہی نہیں رہی ۔ مجھے خود بھی اسکے بعض جزئیات میں کچھ اختلاف تھا ۔ اور حضرت مصنف سے اُن کے متعلق تبادلہ خیالات بھی ہوا مگر اس عجالۂ نافلہ سے اختلاف خود بخود ہی رفع ہوگیا ۔ مولی تعالی مصنف کی سعی مشکور فرمائیں اور اس رسالہ کو مقبول عام اور مطبوع طبائع اہل اسلام بنائیں

Marfat.com

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

حررہ السید مولوی محمد علی آرم جے پوری

☆

تقریظ فاضل سندھ و پرنسپل اورینٹل کالج حیدر آباد سندھ) مولٰنا مولوی مخدوم امیر احمد صاحب

بلا شبہ اضحی کی کھالوں کا مسجد میں دینا اور ان کی قیمت سے مسجد کی تعمیر یا اسکے مصالح پر خرچ کرنا جائز ہے۔ حضرت محرر کی تحقیق قابل داد ہے فجزاہ اللہ خیرا

مخدوم امیر احمد عفی عنہ

(پرنسپل اورنیٹل کالج حیدر آباد سندھ)

☆

فاضل مجیب نے بحمد اللہ تعالیٰ نہایت ہی تحقیق و تدقیق فرما کر مسلمانوں پر احسان عظیم فرمایا۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے الحق یعلو ولا یعلیٰ

فقیر خاکپائے علماء پیرزادہ محمد شفیع غفرلہ الباری

فاضل مبارک پوری

☆

تقریظ حضرت مولانا مولوی عبد الباقی صاحب بخاری خطیب و امام سندھ آئل ملز کالی روڈ حیدرآباد سندھ

قربانی کی کھال عند الضرورۃ مصارف مسجد میں جائز ہے۔

Marfat.com

تصدیق سراج الفضلا مولٰنا مولوی محمد محمود صاحب قبلہ مفتی اعظم حیدرآباد سندھ خلف الرشید حضرت مولٰنا مولوی شاہ محمد رکن الدین صاحب قبلہ الوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الجواب صحیح

محمد محمود غفرلہ

مہر شریعت

☆

تصدیق حضرت مولٰنا مولوی ابوالاسرار محمد عبداللہ صاحب قادری نعیمی فاضل مرادآباد وسابق مفتی اٹاوہ وچتوڑ

الجواب موافق بالکتاب والمجیب مثاب

فقیر ابوالاسرار قادری نعیمی (حیدرآباد سندھ)

☆

تصدیق فاضل حزب الاحناف لاہور حضرت مولٰنا سید کاظم علی شاہ صاحب حسینی خطیب جامع مسجد صدر حیدرآباد سندھ

الجواب حق والحق احق ان یتبع

سید کاظم شاہ حسینی

Marfat.com

تصدیق فاضل دمطلے حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب خطیب ہوم اسٹیڈ حال حیدرآباد سندھ

قد اصاب من اجاب

فقیر محمد اسحٰق عفی عنہ (حیدرآباد)

☆

الجواب صحیح

قاضی حکیم سید قربان علی شاہ دہلوی ثم حیدرآبادی

☆

تصدیقات عُلمائے کراچی

تقریظ رہبر شریعت مرشد طریقت گل گلزار رضویت حضور بابرکت مولانا مولوی شاہ محمد ابراہیم رضا صاحب

بریلوی مدظلہ نبیرۂ سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فقیر نے اس رسالہ کو سرسری نظر سے دیکھا سبحان اللہ ماشاء اللہ مولیٰ تعالیٰ مولانا موصوف کو علم و عمل و خدمت دین اور زیادہ عطا فرمائے آمین واللہ الموفق للصواب

فقیر ابراہیم رضا عفی عنہ

☆

Marfat.com

تصدیق حضرت مولٰنا عزیز احمد صاحب مداح الرسول بریلوی

الجواب صحیح

فقیر عزیز احمد مدح الرسول رضوی بریلوی

☆

تصدیق جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول حضرت مولٰنا مولوی عبد المصطفٰی صاحب فاضل جامع ازھر مصر

تعمیر مسجد و مدرسہ کیلئے قربانی کی کھال دینا جائز ہے واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

محمد عبد المصطفٰی الازہری غفرلہ (صدر المدرسین جامعہ رضویہ ہارون آباد ریاست بہاولپور)

☆

عمدۃ الفقہاء زبدۃ الفضلا حضرت مولٰنا مفتی محمد صاحبداد صاحب مفتی اعظم پاکستان

ھو الملھم للسداد۔ محترم مجیب کی تحقیق مدلل واضح ہے کہ تعمیر مسجد و مدارس دینیہ میں قربانی کی کھالیں دینا بلاشبہ جائز و مستحسن ہے اسکی فروخت شدہ قیمت بھی مسجد و مدارس میں دینا جائز ہے۔ اسے زکوٰۃ کے صدقہ واجبہ کے مصرف پر قیاس کرنا فقہی تدبر سے بعید ہے واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم بالصواب۔

Marfat.com

محمد صاحبداد عفی عنہ

از مرکزی دار الافتا جمعیۃ علمائے پاکستان کراچی

شنبہ ۲ ربیع الاول شریف ۱۳۷۴ھ مطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۵۴ء

مہر شریف

☆

تصدیق فاضل جلیل عالم اکمل حضرت مولانا مفتی ظفر علی صاحب تلمیذ رشید حضرت صدر الشریعہ

مصنف بہار شریعت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

قربانی کی کھالیں مسجد و مدرسہ کے استعمال میں آ سکتی ہیں۔

ظفر علی دار العلوم مجددیہ فیروز شاہ اسٹریٹ آرام باغ کراچی

☆

تصدیق عمدۃ الفضلا حضرت مولانا مولوی محمد عبد المتین صاحب فتحپوری فاضل جامع عربیہ ناگپور

الجواب صحیح۔

فقیر محمد عبد المتین قادری فتحپوری غفرلہ (فاضل جامعہ عربیہ ناگپور)

☆

استاذ الفضلا حضرت مولانا مولوی قاضی زین العابدین صاحب دھلوی مفسر القرآن

پاکستان مسجد رنچھوڑ لائن کراچی

المجیب المصیب

قاضی زین العابدین دہلوی

☆

Marfat.com

تصدیق ۔ استاذ العلماء، حافظ الحدیث حضرت مولٰنا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی
تلمیذ رشید حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ

الجواب صواب والمجیب مثاب

کتبہ المعتصم بذیل النبی الامی
عمر النعیمی

☆

تصدیق ۔ فاضل جلیل حضرت مولٰنا مولوی ابوالارشاد عبدالحق صاحب
خطیب اعظم مسجد دام والی رنچھوڑ لائن کراچی

الجواب صحیح عندی ۔

الفقر الی اللہ ننگ اسلاف ابوالارشاد عبدالحق غفرلہٗ
خطیب مسجد بادام والی رنچھوڑ لائن کراچی ۔۱

☆

تصدیق فاضل ابن فاضل فقیہ ارشد حضرت مولٰنا مولوی محمد مسعود احمد صاحب
خطیب اعظم صابری مسجد رنچھوڑ لائن کراچی

اصاب من اجاب

محمد مسعود احمد عفی عنہ الدھلوی
(خلف الرشید حضرت مولٰنا شاہ کرامت اللہ صاحب علیہ الرحمہ)

☆

Marfat.com

تصدیقات علمائے لاہور

تقریظ رئیس الفقہاء، استاذ العلماء، علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب ناظم و مفتی اعظم حزب الاحناف لاہور پاکستان

حامداً ومصلیاً ومسلماً ومبسملاً

بلاشبہ پوست منجمہ بعد اراقۃ الدم خود بھی بجنسہ استعمال کر سکتا ہے اور بطور ہدیہ اور تحفہ دوست احباب عزیز و اقارب فقیر و غنی حتیٰ کہ سادات کرام اور جملہ بنی ہاشم کو بھی دے سکتا ہے اور بہ نیت تصدق فروخت کر کے اس کے دام مدارس و مساجد و مقابر و جملہ مصارف خیر میں اصالۃً یا دکالۃً خرچ کر سکتا ہے جس کی کماحقہ تفصیل علامۂ زماں محقق دوراں حضرت ملک العلماء مولوی ظفر الدین صاحب مدظلہ العالی نے فتاوی مبارکہ میں فرما دی ہے اسکے بعد کسی توضیح اور تفصیل کی حاجت نہیں سمجھتا۔ ہاں چرم قربانی اگر بہ نیت تمول و تملک کہ خود ان پیسوں کا استعمال کروں گا۔ فروخت کرنے کے بعد ان پیسوں کا تصدق علی الفقراء واجب ہو جاتا ہے وہ پیسے کسی مدرسہ و مسجد میں بغیر حیلہ شرعی صرف کرنا جائز نہیں۔ فقیر نے مجیب لبیب کی تحقیق انیق بھی ملاحظہ کی بفضلہ مسلک علماء اہل سنت و مذہب حنفی کے مطابق پائی۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد غفرلہ ناظم و مفتی اعظم دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور (پاکستان)
مہر شریف دارالافتا

Marfat.com

تقریظ تاج العلماء جامع شریعت وطریقت علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد صاحب
صدر مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان لاہور خطیب اعظم مسجد وزیر خاں لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم - چرمہائے قربانی کو تعمیر مسجد میں دینا یا اوسکی قیمت سے مسجد کی تعمیر قلعی اور شکست وریخت کرانا مسجد کی ضروریات بوریا چٹائی مصلا رسی ڈول خدام مسجد کی تنخواہ وغیرہ سب جائز ہے۔ اس لئے کہ اضحیہ کا حکم ذبح تک وجوب کا ہے۔ گوشت پوست اضحیہ واجب نہیں بلکہ محض نافلہ ہے بنا بریں اس سے افضل ضروریات مسجد پورے کئے جا سکتے ہیں۔ بلکہ یہ مصرف گشتی موٹروں سے افضل ہے۔ فرضی شفاخانہ جنمیں زیادہ خرچ ملازمین پر ہوجاتا ہے۔ مسجد بہتر ہے۔ ھذا ما عندی فقیر ابو الحسنات سید محمد احمد قادری

☆

تقریظ۔ حامی سنت ماحی بدعت مصلح اعظم حضرت مولنا مولوی ابو الرشید محمد عبد العزیز صاحب خطیب جامع مزنگ لاہور

مبسملا وحامدا ومصلیا۔ احقر نے رسالہ الفیوضات الحامدیہ فی تعمیر المساجد بجلود الاضحیہ من اولہ الی آخرہ لفظ بہ لفظ حرف بحرف پڑھا مجھے اس سے پورا پورا اتفاق ہے۔ کیوں نہ ہو اس کا ماخذ کتب معتبرہ متداولہ احناف کرام ہے (کثرھم اللہ سوادھم) مولنا المکرم نے بدلائل قاہرہ وبراہین ساطعہ ثابت کیا ہے کہ چرم قربانی کو تعمیر مسجد میں صرف کر سکتے ہیں ہاں (پنجاب) میں بعض جگہ آئمہ مساجد جنکی کوئی تنخواہ یا وظیفہ مقرر نہیں ہوتا۔ عید الفطر پر فطرانہ اور عید اضحیٰ پر چرم قربانی وغیرہ ہی ان کا وظیفہ ہوتا ہے وہ اس سے مستثنیٰ ہیں

Marfat.com

المحمود کالمشروط

انا العبد المفتقر الی اللہ العزیز ابو الرشید محمد عبد العزیز
اصلح اللہ حالہ ومالہ خطیب جامع مزنگ لاھور صانہا
اللہ عن الجور بعد الکور (عزیز منزل متصل تکیہ نور شاہ مرحوم)

☆

تقریظ جامع معقول ومنقول حضرت مولنا مولوی محمد مہر الدین صاحب
فاضل مدرس دار العلوم حزب الاحناف لاہور

قربانی کی کھالیں صدقہ نافلہ ہونے کی حیثیت سے مساجد وغیرہ میں استعمال کی جاسکتی ہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

محمد مہر الدین مدرس حزب الاحناف لاہور پاکستان

☆

تقریظ حضرت مولنا مولوی غلام رسول صاحب فاضل دار العلوم حزب الاحناف لاہور

مسجد ومدرسہ میں قربانی کی کھال دینا یا اس غرض سے فروخت کر کے قیمت دینا جائز ہے۔ بغرض تملک فروخت کر کے قیمت دینا ناجائز ہے بلکہ فقراء پر تصدق کرے۔ فاضل مجیب کا خلاصۂ جواب درست ہے۔ واللہ اعلم ورسولہ

الفقیر غلام رسول قادری رضوی غفرلہ مدرس دار العلوم حزب الاحناف لاہور

☆

تصدیق حضرت مولنا مولوی سید محمود احمد صاحب رضوی خلف الرشید علامہ ابو البرکات سید احمد صاحب
ناظم ومفتی اعظم دار العلوم حزب الاحناف پاکستان لاہور

الجواب صحیح۔ سید محمود احمد رضوی مدیر رسالہ رضوان لاہور

Marfat.com

تصدیق حضرت مولنا مولوی محمد خلیل احمد صاحب خلف الرشید علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب صدر مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان لاہور

الجواب صحیح۔

سید محمد خلیل احمد قادری نائب ناظم مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان لاہور

☆

تصدیق حضرت مولنا مولوی مخدوم غلام معین الدین صاحب نعیمی مراد آبادی

اصاب من اجاب

مخدوم غلام معین الدین نعیمی مراد آبادی

☆

تصدیقاتِ علمائے لائلپور

تقریظ فقیہ العصر فرید الدھر حضرت مولنا مفتی اعظم علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الرؤف الرحیم ونبیہ الکریم الحلیم وعلی آلہ واصحابہ وحزبہ اجمعین - اما بعد فقیر نے رسالہ الفیوضات الحامدیہ دیکھا۔ مسلک صحیح وصواب پر مشتمل پایا۔ رسالہ مبارکہ کے مولف عزیزم محترم فاضل نوجوان واعظ خوش بیان مولنا مولوی سید ریاض الحسن صاحب حامدی رضوی

Marfat.com

خطیب جامع مسجد امریکن کوارٹر حیدر آباد سندھ سلمہٗ نے خوب تحقیق فرمائی ہے اور دلائل کثیرہ سے قول محقق کی توضیح و تثویب فرمائی ہے۔ مولیٰ عزوجل تبارک و تعالیٰ عزیز موصوف سلمہٗ کو مزید خدمت دین متین کی توفیق خیر رفیق عطا فرمائے اور اہلسنت وجماعت کیلئے سرچشمہ فیض بنائے۔ دیوبندیوں۔ وہابیوں کے امام ثانی نام کے مولوی رشید احمد دیوبندی گنگوہی نے یہ فتویٰ دیا کہ قربانی کی کھال صدقہ واجبہ ہے۔ لہذا فقراء پر اسکا تصدق واجب ہے مسجد میں نہیں لگا سکتے۔ دیوبندی مولوی جو کہتے ہیں کہ مسجد میں قربانی کی کھال کا لگانا ناجائز ہے۔ اون کا ماخذ دیوبندی امام کا یہ فتویٰ ہے۔ ہمارے نزدیک دیوبندی گنگوہی کا یہ فتویٰ صحیح نہیں غلط ہے اور دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتوے کثرت سے غلط ہیں اسکو خلاف تحقیق فتویٰ دینے کی عادت تھی۔

اس مسئلہ کی تحقیق میں امام اہلسنت اعلحضرت عظیم البرکتہ مجدد دین وملت بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے ایک رسالہ جلیلہ تحریر فرمایا جو ابھی غیر مطبوعہ ہے فتاوی رضویہ کی مجلدات میں مرقوم و محفوظ ہے اور بھی علمائے کرام اہلسنت وجماعت نے اس مسئلہ کے متعلق قلم اٹھایا اور تحقیق فرمائی جس سے دیوبندی مفتی مغلوب ہوئے اور غلط فتوے دیکر نادم ہوئے مگر دیوبندی کی ضد اور ہٹ اور مرغے کی ایک ٹانگ کی رٹ مشہور ہے۔ غلطی سے رجوع نہ کرنا اور حق کو قبول نہ کرنا ان کی دیرینہ فطرت ہے مگر ہمارا کام تو سمجھانے سے ہے سمجھائے جائیں گے۔ یہ رسالہ مبارکہ الفیوضات الحامدیہ بھی اس مسئلہ کی تحقیق کیلئے کافی و وافی ہے۔ مولیٰ عزوجل حق پر قائم رہنے حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے واللہ تعالیٰ ھو الموفق

Marfat.com

وھو تعالیٰ اعلم

فقیر ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہ قادری چشتی رضوی خادم اہلسنت وجماعت

۱۲ ارجب المرجب ۱۳۷۴ھ

☆

تصدیق فاضل اجل حضرت مولٰنا مولوی ابوالانوار محمد مختار صاحب

الجواب صحیح وصواب واللہ تعالیٰ اعلم

ابوالانوار محمد مختار احمد غفرلہ

☆

تصدیق فاضل اجل حضرت مولٰنا مولوی ابوشاہ محمد عبد القادر صاحب مہتمم جامعہ شریفہ

الجواب صحیح والمجیب نجیح

الفقیر ابوالشاہ محمد عبد القادر غفرلہ خادم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور

☆

تصدیق عالم نبیل حضرت مولٰنا مولوی ابوالکامل حافظ نواب الدین صاحب مفتی جامعہ شریفہ

الجواب صحیح والمجیب انیق ،

الفقیر ابوالکامل حافظ نواب الدین غفرلہ خادم جامعہ رضویہ مظہر اسلام جھنگ بازار لائلپور

☆

تصدیق عالم اجل حضرت مولٰنا مولوی ابوسعید محمد امین صاحب مفتی جامعہ شریفہ

الجواب صحیح وصواب والمجیب مصیب ومثاب

الفقیر ابوسعید محمد امین غفرلہ مدرس جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور

Marfat.com

عالم جلیل حضرت مولنا مولوی ابو النور محمد احسان الحق صاحب مدرس و مفتی جامعہ رضویہ

الجواب صحیح و المجیب نجیح

الفقیر ابو النور محمد احسان الحق غفرلہ قادری رضوی خادم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور

☆

فاضل نوجوان عالم جلیل الشان مولنا مولوی محمد ابراہیم خوشتر صاحب حامدی صدیقی بریلوی

فاضل جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور

الجواب ھو الجواب من اجاب فقد اصاب۔

محمد ابراہیم خوشتر الحامدی صدیقی بریلوی

☆

فتوی شریفہ

فاضل ابن فاضل مفتی ابن مفتی رئیس الخطباء حضرت مولنا و علامہ الحاج ابو النور محمد بشیر صاحب قبلہ دامت برکاتہم (نثیر پنجاب) کوٹلی لوہاران مغربی (ضلع سیالکوٹ)

سوال:۔ قربانی کی کھالیں تعمیر مساجد میں صرف کیجائیں تو جائز ہے یا نہیں اور جو شخص زیر تعمیر مسجد میں ان کھالوں کو صرف کرنے سے روکے اوسکے لئے کیا حکم ہے۔

(حضرت) اختر الحامدی حیدر آباد سندھ

جواب:۔ جائز ہے اور جو صاحب روکتے ہیں غالباً وہ اسے زکوٰۃ کی مثل اور صدقہ سمجھتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ زکوٰۃ کا دیدینا ضروری ہے اور قربانی کی کھال خود بھی رکھ لینا جائز ہے۔ خود رکھے یا کسی کو دیدے ہر طرح جائز ہے۔ بنا بریں اگر یہ کھال کسی ایسے شخص کو دیدی گئی جس نے مسجد کی تعمیر میں اُسے خرچ کر دیا تو اس میں ناجائز ہونیکی کوئی وجہ نہیں

(رسالہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاران مغربی جلد دوم ع۵ ماہ صفر المظفر ۱۳۷۶ھ ص۲۸)

Marfat.com

تائیدی فتاوے اکابر علماء کرام

نقل فتویٰ مبارکہ حضرت ملک العلماء فاضل بہاری مولانا محمد ظفرالدین صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے متعلق کہ چرم قربانی تعمیر مسجد و دیگر مصارف مسجد میں صرف ہو سکتی ہے یا نہیں بینوا توجروا

المستفتی بندو میاں۔ امریکن کوارٹرز حیدرآباد سندھ

مورخہ ۳ ربیع الاول شریف ۱۳۷۱ھ

الجواب

بلاشبہ پوست اضحیہ کو تعمیر مسجد میں دینا اور اس سے مسجد کی تعمیر تلعی مرمت کرنا اوسکے لئے جانماز۔ بوریا۔ چٹائی۔ لوٹے۔ رسی۔ ڈول۔ جھاڑو و چراغ۔ مٹی کا تیل موم بتی خریدنا مسجد کیلئے حدود حرم سے باہر کنواں۔ غسلخانہ استنجاخانہ پائخانہ امام موذن۔ جاروب کش کو مسجد کی تنخواہ دینا سب کچھ جائز و درست ہے اسلئے کہ پوست اضحیہ کا صدقہ واجبہ نہیں بلکہ نافلہ ہے اگر صدقہ واجبہ ہوتا تو مثل زکوٰۃ و صدقہ اپنے نفس وعیال پر اسکا صرف کرنا یا کسی غنی یا ذمی کافر کو دینا ہرگز

Marfat.com

جائز ہونا عالمگیری جلد ۵ میں ہے ولیس للمتصدق ان یاکل صدقتہ ولا ان یعطی غیرہ من الاغنیاء ہدایہ میں ہے ولا یجوز ان ید فع الزکوۃ الی ذمی حالانکہ گوشت اضحیہ خود کھانا اغنیاء کو کھلانا پوست اضحیہ کو لعینہ اپنے مصرف میں لانا یا اغنیاء یا ذمی کو دینا جائز ہے۔ فتاوی غیاثیہ پھر فتاوی ہندیہ میں ہے ویھب منھا (ای من الاضحیۃ) ما شاء للغنی والفقیر والمسلم والذمی فتاوی عالمگیریہ میں تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق سے ہے ویتصدق بجلدھا او یعمل منہ غربال وجراب ولا بأس بان یشتری بہ ما ینتفع لبعینہ مع بقائہ استحسانا وذلک مثل ماذکرنا (الی قولہ) ولو باعھا بالدراھم لیتصدق بھا جاز لانہ قربۃ کالتصدق کذا فی التبیین وھکذا فی الھدایہ ورانکا فی لبعض حضرات کا ویتصدق بجلدہا سے صدقہ واجبہ سمجھنا اور صرف تملیک یا اباحت فقراپر اقتصار کرنا معانی تصدق کی تخصیص پر مبنی ہے۔ اسلئے کہ صدقہ بہت سے معانی پر اطلاق کیا جاتا ہے تو خلاف تصریحات علماء ایک معنی خاص پر اسے محمول کرنا قطعا من گھڑت ہے ما انزل اللہ بھا من سلطان صدقہ کے معنی کار خیر میں صرف کرنا یعنی وہ کام کرنا جس سے اجر و ثواب ہو اور ظاہر ہے کہ مسجد بنانا بحکم حدیث شریف باعث اجر کثیر و ثواب جزیل ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں من بنی للہ مسجدا ولو کمفحص قطاۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ رواہ الامام الاعظم فی مسندہ والامام احمد فی مسندہ وزاد لبیضھا بعد قولہ قطاۃ والشیخان والترمذی

Marfat.com

وابن ماجه وغیرھم فی غیرھا بالفاظ متقاربۃ مختصرا من رسالتی اعلام الساجد بصرف جلود الاضحیۃ الی المساجد والتفصیل والادلۃ فیھا فلیطالعھا من شاء واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

محمد ظفرالدین قادری رضوی
ملک العلماء فاضل بہاری

کتبہ عبدہ العاصی محمد ظفرالدین الرضوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فتویٰ مبارکہ آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ عیدگاہ کی تعمیر اور قبرستان کی حفاظت ونگرانی کیلئے کمیٹی بنی ہوئی ہے۔ جو امور بلا خدمات انجام دے رہی ہے اور رفاہ عام کہکر چندہ بھی وصول کرتی رہی۔ اب عیدگاہ اور قبرستان کے کام اتنے بڑھ گئے ہیں کہ وقف چندہ کی رقوم ناکافی ہے اسی لئے کمیٹی کی خواہش ہے کہ ان خدمات کو انجام دینے کیلئے بقرعید کے موقع پر چرم قربانی کو اہتمام کے ساتھ جمع کرایا جائے اور ان کی رقوم سے تعمیر عیدگاہ وحفاظت قبرستان کے کاموں کو انجام دیا جائے۔ کیا شرعی نقطہ نگاہ سے یہ صورت جائز ہے یا نہیں۔ امید کہ مدلل مفصل جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں۔

چودھری عابد حسین

Marfat.com

الجواب

قربانی کے گوشت پوست وغیرہ کا صدقہ کرنا واجب نہیں۔ شریعت نے قربانی کے جانور میں تین جہتیں معین فرمائی ہیں۔ اکل، ادخار اور ائتجار۔ یعنی کھانا، اسکو باقی رکھتے ہوئے نفع اٹھانا اور ثواب کا کام کرنا۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کلوا و ادخروا و ائتجروا کھاؤ اور باقی رکھتے ہوئے نفع اٹھاؤ اور ثواب کا کام کرو۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے فکلو منها و اطعموا البائس الفقیر تو انمیں سے خود کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ نیز ارشاد ہے فکلوا منها و اطعموا القانع والمعتر تو ان میں سے خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ۔ ہدایہ میں ہے الجهات ثلاث الاکل والادخار لماروینا والاطعام لقوله تعالی واطعموا القانع والمعتر۔ امر کا صیغہ (یعنی اطعموا) وجوب کیلئے نہیں ہے بلکہ ندب کیلئے ہے چنانچہ تفسیرات احمدیہ میں ہے الامر فی قوله تعالی واطعموا للندب وقد صرح البیضاوی بانه للوجوب رعایة لمذهبه تو ثابت ہوا کہ قربانی کے جانور کا کوئی جز خواہ گوشت ہو یا پوست صدقہ کرنا واجب نہیں ہے۔ ولہذا جوہرہ نیرہ میں تصریح ہے کہ الصدقة بلحمها بعد الذبح مستحب لیس بواجب حتی لو لم یتصدق به جاز۔ ذبح کے بعد قربانی کا گوشت صدقہ کرنا مستحب ہے واجب نہیں لہذا اگر صدقہ نہ کرے تو جائز ہے ردالمحتار میں ہے التصدق باللحم تطوع کہ گوشت کا صدقہ کرنا مستحب ہے۔ عالمگیری میں ہے اللحم بمنزلة الجلد فی الصحیح گوشت و پوست کا حکم ایک ہے۔ تو جب گوشت کا صدقہ کرنا واجب

Marfat.com

نہیں تو پوست کا صدقہ کرنا بھی واجب نہیں امام برہان الدین مرغینانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ہدایہ میں فرماتے ہیں یتصدق بجلدھا لانہ جزء منھا کہ قربانی کے جانور کی کھال
صدقہ کیسے اسلئے کہ وہ قربانی کے جانور کا ایک جزء ہے جو دوسرے جزء یعنی گوشت
کا حکم ہے وہی پوست کا حکم ہے یعنی اوسکا صدقہ کرنا مستحب ہے نہ کہ واجب۔ اون
لوگوں کا فہم تعجب خیز ہے جو ہدایہ کی عبارت لانہ جزء منھا سے نظر بند کرکے اوسکی
عبارت و یتصدق بجلدھا سے یہ سمجھتے ہیں کہ پوست قربانی کا صدقہ کرنا واجب
ہے محقق علی الاطلاق بالغ مرتبہ اجتہاد امام ابن الہمام صاحب فتح القدیر علیہ رحمۃ
المولی القدیر کتاب الحج باب الہدی میں ارشاد فرماتے ہیں وجملۃ الکلام
فیہ ان الدماء نوعان. ما یجوز لصاحبہ الاکل منہ وھو دم المتعۃ
والقران والاضحیۃ وھدی التطوع اذا بلغ محلہ وما لا یجوز وھو دم
النذور والکفارات والاحصارات وکل دم یجوز لہ الاکل منہ لا یجب
علیہ التصدق بہ بعد الذبح لانہ لو وجب بطل حق الفقراء بالاکل وکل
دم لا یجوز لہ ان یاکل منہ یجب علیہ التصدق بہ بعد الذبح الخ
حاصل اسکا یہ کہ ذبح کے بعد قربانی کے جانور کا صدقہ واجب نہیں ہے کہ اگر اسکا
صدقہ کرنا واجب ہو تو خود اپنے تصرف میں لانا جائز نہ ہوگا اسلئے کہ اسکو اپنے
تصرف میں لانے سے فقراء کی حق تلفی لازم آئے گی۔ مگر خود اپنے تصرف میں
اسکو لانا جائز ہے تو معلوم ہوا کہ اوسکو صدقہ کرنا واجب نہیں۔ اور یہ کون نہیں
جانتا کہ جسطرح قربانی کا گوشت اپنے تصرف میں لانا جائز ہے اسکا پوست بھی اپنے
تصرف میں لانا جائز ہے مثلاً اوسکا ڈول۔ مشک۔ موزہ۔ جوتا وغیرہ بنا کر خود

Marfat.com

اپنے تصرف میں لانا یا اسکو کپڑے اللہ جوتے وغیرہ ایسی چیزوں سے بدل لینا جو استعمال سے باقی رہنے والی ہو جائز ہے جسکی تصریحات سے مذہب کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ تو جو پوست قربانی کا صدقہ واجب بتاتا ہے وہ تصریحات مذہب کے خلاف اگر اپنے میں ایسی جرأت نہ پائے تو اپنے قول سے رجوع کرے اور مان لے کہ پوست قربانی کا صدقہ کرنا واجب نہیں ہے بحمدہ تعالی روز روشن کیطرح واضح ہو گیا کہ قربانی کے گوشت و پوست وغیرہ کسی جز کا صدقہ کرنا واجب نہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ قربانی کے جانور سے جو قربت مقصود ہے وہ ایام مخصوصہ میں لوجہ اللہ اوسکو ذبح کرنے سے ادا ہو جاتی ہے اور قربت کی ادائیگی اوسکے کسی جز کے صدقہ کرنے پر موقوف نہیں رہتی۔ ولہذا جو جانور قربانی کی نیت سے خریدا گیا ہو وہ ایام مخصوصہ میں لوجہ اللہ ذبح کئے جانے سے قبل اوسکے کسی جز سے انتفاع یہاں تک کہ اوسکے گوشت سے اسکے دودھ سے اور اسکے بال سے بھی جائز نہیں کہ قربت کی نیت اوس کے ہر جز سے متعلق ہے اور ایام مخصوصہ میں لوجہ اللہ ذبح کئے جانے کے بعد اوسکے کسی جز کا صدقہ کرنا واجب نہیں اور اسکے ہر جز سے انتفاع جائز ہے۔ اب اس کے گوشت سے بھی انتفاع جائز ہے اوسکے پوست سے بھی انتفاع جائز ہے۔ عالمگیری میں ہے۔ ولو اشترى شاة الاضحية نيكره ان يحلبها او يجز صوفها فينتفع به لانه عينها للقربة فلا يحل له الانتفاع بجزء من اجزائها قبل اقامة القربة فيها كما لا يحل له الانتفاع بلحمها اذا ذبحها قبل وقتها الى واذا ذبحها فى وقتها جاز له ان يحلب منها ويجز صوفها وينتفع به

لان القربۃ اقیمت بالذبح والانتفاع بعد اقامۃ القربۃ کالاکل کذا فی المحیط درمختار میں ہے وکرہ جز صوفہا قبل الذبح لینتفع بہ فان جزہ تصدق بہ ولا یرکبہا ولا یحمل علیہا شیئا ولا یوجرہا فان فعل تصدق بالاجرۃ حاوی الفتاوی لانہ التزام اقامۃ القربۃ بجمیع اجزائہا بخلاف ما بعدہ لحصول المقصود ویکرہ الانتفاع بلبنہا قبلہ کما فی الصوف ردالمحتار میں ہے المشتراۃ للاضحیۃ متعینۃ للقربۃ الی ان یقام غیرہا مقامہا بہا ما دامت متعینۃ ولہذا لا یحل لہ لحمہا اذا ذبحہا قبل وقتہا بدائع - فتح القدیر میں ہے وکل دم یجوز الاکل منہ لا یجب علیہ التصدق بعد الذبح لتمام القربۃ - ردالمحتار میں ہے ولو حبس الکل جاز لان القربۃ فی الاراقۃ - مگر قربانی کے جانور میں شریعت نے تین جہتیں معین فرمادی ہیں - اکل - ادخار - انتجار - اسلئے اسکے کسی جز میں کوئی ایسا تصرف جو ان تینوں جہتوں کے منافی ہو جائز نہیں - لہذا قربانی کے گوشت یا پوست کو اپنے اور اپنے عیال کیلئے روپے پیسے اور نوٹ یا اور کسی ایسی چیز کے عوض بیچنا جو استعمال سے باقی رہنے والی نہ ہو نا جائز ہے کہ بیچنے سے اکل فوت ہوگا اور بدل جو حاصل ہوگا جبکہ وہ باقی رہنے والا نہیں تو ادخار بھی مفقود ہوگا اور بیچکر اپنے اور اپنے عیال کے تصرف میں لانے کی نیت ہے تو انتجار بھی متحقق نہیں - تو تینوں جہتیں جو قربانی کے جانور میں شریعت نے معین فرمائی ہیں فوت ہوگئیں - اور ایسی چیز کے عوض بیچنا جو استعمال سے باقی رہنے والی ہو جائز ہے کہ بدل کیلئے مبدل کا حکم ہوتا ہے اور بدل باقی رہنے والا ہے تو ادخار مفقود نہ ہوگا - یونہی

Marfat.com

کسی نیک کام مثلاً مسجد، مدرسہ، قبرستان عیدگاہ وغیرہ میں دینے کی نیت سے روپے پیسے اور نوٹ یا کسی ایسی چیز کے عوض میں بیچنا جو باقی رہنے والی نہ ہو جائز ہے کہ انتفاع حاصل ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے ویتصدق بجلدھا او یعمل منہ نحو غربال وجراب ولا باس بان یشتری بہ ما ینتفع بعینہ مع بقائہ استحسانا وذلک مثل ما ذکرنا ولا یشتری بہ ما لا ینتفع بہ الا بعد الاستھلاک نحو اللحم والطعام۔ ولا یبیعہ بالدراھم لینفق الدراھم علی نفسہ وعیالہ واللحم بمنزلۃ الجلد فی الصحیح حتی لا یبیعہ بما لا ینتفع بہ الا بعد الاستھلاک ولو باعھا بالدراھم لیتصدق بھا جاز لانہ قربۃ کالتصدق کذا فی التبیین وھکذا فی الھدایہ والکافی رد المحتار میں ہے (قولہ اویبدلہ بما ینتفع بہ باقیا) لقیامہ مقام المبدل فکان الجلد قائم معنی بخلاف المستھلک

الحاصل قربانی کے گوشت و پوست کا صدقہ کرنا واجب نہیں کہ صدقات واجبہ کی طرح مصارف مخصوصہ کے علاوہ کسی اور مصرف میں اوسکا دینا جائز نہ ہو بلکہ اوسمیں تمام وہ تصرفات جائز ہیں جو شریعت کی معین کی ہوئی اون تین جہتوں کے منافی نہیں۔ لہذا صورت مسئولہ میں قربانی کی کھال عیدگاہ اور قبرستان کو دینا۔ یا اوسکو کسی باقی رہنے والی چیز مثلاً اینٹ کے عوض میں بیچنا اور اس سے جو مال حاصل ہو وہ عیدگاہ اور قبرستان کو دینا یا کسی نیک کام میں لگانیکی نیت سے اوسکو روپے پیسے نوٹ یا اور کسی ایسی چیز کے عوض جو باقی رہنے والی نہ ہو بیچنا اور اسکی قیمت عیدگاہ و قبرستان کو دینا البتہ جائز و روا ہے۔ ہاں اپنے اور اپنے عیال کیلئے روپے پیسے اور نوٹ یا کسی ایسی چیز کے عوض جو استعمال

Marfat.com

سے باقی رہنے والی نہ ہو بیچنا ناجائز و معصیت ہے کہ یہ شریعت کی معین کی ہوئی اون تینوں جہتوں سے مخالف ہے لہٰذا اس صورت میں بیچنے سے جو مال حاصل ہوگا خبیث ہوگا۔ اور مال خبیث کا صدقہ واجب ففی رد المحتار عن النہایہ سبیل الکسب الخبیث التصدق اذ العذر اله وعلی صاحبہ لہٰذا اوسی صورت میں بیچکر جو مال حاصل ہوگا اوسکو صدقہ کرنا واجب ہوگا اور صدقات واجبہ کے مصارف مخصوصہ کے علاوہ کسی اور کو دینا جائز نہ ہوگا۔ نہ مسجد میں دینا جائز ہوگا نہ مدرسہ میں دینا جائز ہوگا نہ کسی اور کار خیر میں لگانا جائز ہوگا۔ شامی میں ہے (قولہ ای مصرف الزکاۃ والعشر) وھو مصرف ایضا لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبۃ کما فی القہستانی (تنبیہ) بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ روپے پیسے اور نوٹ وغیرہ کے عوض قربانی کی کھال بیچنا خواہ اپنے عیال کیلئے ہو یا کسی نیک کام میں دینے کیلئے بہرحال ناجائز ہے اور اوسکی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے اور مسجد، عیدگاہ۔ قبرستان۔ وغیرہ کیلئے دینا ناجائز ہے۔ اور اپنے دعوی کے ثبوت میں ہدایہ کی یہ عبارت پیش کرتے ہیں ولا یشتری بہ مالا ینتفع بہ الا بعد استہلاکہ اعتبارا بالبیع بالدراہم۔ والمعنی فیہ انہ تصرف علی قصد التمول واللحم بمنزلۃ الجلد فی الصحیح ولو باع الجلد او اللحم بالدراہم او بما لا ینتفع بہ الا بعد استہلاکہ تصدق بثمنہ الخ مگر ہدایہ کی اسی عبارت سے اونکا دعوی ثابت نہیں ہوتا بلکہ اونکے دعوی کے خلاف حکم ثابت ہوتا ہے۔ ذیل میں ہدایہ کی عبارت منقولہ کی توضیح کی جاتی ہے اہل علم سے عرض ہے کہ نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائیں اور حق

پائیں تو قبول کرنے میں دریغ نہ کریں۔ صاحب ہدایہ نے پہلے تو یہ حکم بیان کیا کہ
ولا یشتری به مالا ینتفع به الا بعد استهلاکه کھال کے عوض کوئی ایسی چیز نہ
خریدے جو استعمال سے باقی رہنے والی نہ ہو پھر یہ حکم بیع بالدراہم پر قیاس کیا چنانچہ
اسکی تصریح ان الفاظ میں کی اعتبارا بالبیع بالدراھم اہل علم جانتے ہیں کہ قیاس صحیح
ہونیکے لئے ایک ایسی علت شرط ہے جو مقیس اور مقیس علیہ دونوں میں پائی جائے اسلئے صاحب ہدایہ نے
اسکو اپنی اس عبارت میں بیان کیا والمعنی فیه انه تصرف علی قصد التمول کہ اسکے جائز ہونیکی
علت مشترکہ وہ تصرف ہے بقصد تمول ہو۔ اہل علم جانتے ہیں کہ علت پائی جانیسے حکم پایا جاتا ہے اور جب
علت نہ پائی جائے تو حکم بھی نہیں پایا جاتا۔ تو ہدایہ کی عبارت کا صاف مطلب یہ ہوا کہ کھال کو درھم کے عوض یا
اور کسی ایسی چیز کے عوض جو استعمال سے باقی رہنے والی نہو بیچنا اوس وقت ناجائز ہے
جبکہ بیچنے سے تمول کا قصد ہو۔ اور جب تمول کا قصد نہ ہو تو نہ درہم کے عوض بیچنا ناجائز
نہ اور کسی ایسی چیز کے عوض بیچنا ناجائز جو استعمال سے باقی رہنے والی نہ ہو۔ اب رہے
تمول کے معنی کہ تمول سے کیا مراد ہے۔ صاحب ہدایہ نے اسکو بیان نہیں کیا مگر اہل
فہم پر ظاہر ہے کہ جب شریعت نے اکل وادخار و انتجار ان تینوں جہتوں کو جائز قرار
دیا اور صاحب ہدایہ تمول کو ناجائز بتا رہے ہیں تو یقیناً صاحب ہدایہ کے نزدیک
تمول ان تینوں سے علیحدہ کسی چیز کا نام ہے۔ چنانچہ بنایہ شرح
ہدایہ میں فرمایا وھو قد خرج عن جهة التمول کافی و کفایہ میں فرمایا معنی التمول
سقط عن الاضحية کہ قربانی کا جانور جہت تمول سے خارج ہے۔ اور جہت تمول
قربانی کے جانور سے ساقط ہے اور جب ان تینوں جہتوں (اکل، ادخار، انتجار)
کے منافی کسی جہت کا نام تمول ہے۔ اور وہ جہت نہیں مگر اپنے اور اپنے عیال

کیلئے کسی ایسی چیز کے عوض بیچنا جو استعمال سے باقی رہنے والی نہ ہو (جسکی تفصیل اوپر گذری) تو ہدایہ کی عبارت کا صاف صاف مطلب یہ ہوا کہ کھال کو دراہم کے عوض یا اور کسی ایسی چیز کے عوض جو استعمال سے باقی رہنے والی نہ ہو اپنے اور اپنے عیال کیلئے بیچنا ناجائز ہے اور جب اپنے اور اپنے عیال کے لئے نہ بیچے تو جائز۔ ہدایہ کی عبارت کا مطلب ادنی غور وفکر سے یہی نکلتا ہے جو ہم نے بیان کیا مگر کوئی معاند اپنے عناد سے ہدایہ کی عبارت کا یہ مطلب غلط بتائے تو اوسکے جواب میں بس اتنا کہدینا کافی ہے کہ ہندوستان کے مشاہیر علما جنہوں نے فتاوی عالمگیری تالیف فرمایا ہے ان سب نے بھی ہدایہ کی عبارت کا یہی مطلب سمجھا اور بیان بھی کیا ہے ملاحظہ ہو فتاوی عالمگیری کی عبارت جو ہم نے اوپر نقل کی اوسمیں پہلے یہ لکھا کہ کھال کو دراہم کے عوض اپنے اور اپنے عیال کیلئے نہ بیچے پھر لکھا کہ اگر کھال کو دراہم کے عوض صدقہ کرنے کی نیت سے بیچے تو جائز ہے کہ یہ قربت ہے پھر یہ لکھا کہ اسی طرح تبیین میں ہے اور اسی طرح ہدایہ وکافی میں بھی ہے۔ اب تو باور ہوگا کہ ہدایہ کی عبارت کا مطلب وہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔ اب ہدایہ کی بقیہ عبارت کی توضیح بھی ملاحظہ ہو۔ صاحب ہدایہ نے لکھا کہ واللحم بمنزلۃ الجلد فی الصحیح اور صحیح یہ ہے کہ گوشت و پوست کا ایک ہی حکم ہے جب صاحب ہدایہ یہ بتا چکے ہیں کہ قربانی کے گوشت اور پوست کو اپنے اور اپنے عیال کیلئے دراہم یا اور کسی چیز کے عوض جو استعمال سے باقی رہنے والی نہو بیچنا جائز ہے تو ایک سوال یہ پیدا ہوا کہ اگر کوئی اپنے اور اپنے عیال کیلئے قربانی کا گوشت اور پوست بیچ لے تو اسکی اسکی قیمت کا کیا کرے۔ صاحب ہدایہ نے اوسکا جواب اپنی اس عبارت میں دیا۔

ولو باع الجلد او اللحم بالدراھم او بما لا ینتفع بہ الا بعد استھلاکہ

تصدق بثمنه اگر قربانی کی کھال یا اوسکا گوشت درہم یا اور کسی ایسی چیز کے عوض بیچا جو استعمال سے باقی رہنے والی نہیں تو اوسکی قیمت صدقہ کرے۔ اہل علم پر روشن ہے کہ سوال میں جو قیود ملحوظ ہوتے ہیں جواب میں بھی وہ تمام قیود ملحوظ ہوتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ یہ حکم کہ "قیمت کو صدقہ کرے" اوسی صورت کے ساتھ خاص ہے کہ جس صورت میں اوسکا بیچنا ناجائز ہے یعنی جب اپنے اور اپنے عیال کیلئے بیچے تو اسکی قیمت صدقہ کرے ورنہ صدقہ کرنا واجب نہیں۔ و لہذا کافی وکفایہ وبنایہ وغیرہا میں ہے (واللفظ للبناية) المعنى في عدم اشتراء مالا ينتفع به الا بعد استهلاكه انه تصرف على قصد التمول وهو قد خرج عن جهة التمول فاذا تموله بالبيع وجب التصدق لان هذا الثمن حصل بفعل مكروه فيكون خبيثا فيجب التصدق کہ کھال کے عوض ایسی چیز جو استعمال سے باقی رہنے والی نہ ہو خریدنے کی ممانعت کی علت وہ تصرف ہے جو بقصد تمول ہو۔ اور چونکہ قربانی جہت تمول سے خارج ہے اسلئے بیچکر جب اوس سے تمول کیا تو صدقہ کرنا واجب ہوا اسلئے کہ اس صورت میں قیمت فعل مکروہ سے حاصل ہوئی تو وہ قیمت خبیث ہوئی جس کا تصدق واجب۔ کیسی کھلی تصریح ہے کہ قیمت کے تصدق کے وجوب کی علت بیع ناجائز سے قیمت کا حاصل ہونا ہے تو معلوم ہوا کہ قیمت کو صدقہ کرنا اوسی صورت میں واجب ہے جبکہ بیع ناجائز ہو یعنی جب اپنے اور اپنے عیال کیلئے دراہم یا اور کسی چیز کے عوض بیچے جو استعمال سے باقی رہنے والی نہ ہو تو صدقہ کرنا واجب ہے ورنہ نہیں بلکہ صاحب ہدایہ کا ارشاد کہ وقوله عليه السلام من باع جلد اضحيته فلا اضحية له يفيد كراهة البيع دلیل روشن

ہے کہ قیمت کو صدقہ کرنا اوسی صورت میں واجب ہے کہ جب بیع مکروہ سے قیمت حاصل ہوئی ہو۔ صاحب درمختار نے اسکو بہت واضح کردیا ہے درمختار کی عبارت ملاحظہ ہو۔ فان بیع اللحم او الجلد به ای بمستھلک او بدراھم تصدق بثمنه ومفادہ صحة البیع مع الکراھة یعنی اگر قربانی کا گوشت اور پوست ایسی چیز کے عوض جو استعمال سے باقی رہنے والی نہ ہو یا دراہم کے عوض بیچا جائے تو اوسکی قیمت صدقہ کرے اس سے یہ مستفاد ہوا کہ بیع کراہت کیساتھ صحیح ہے۔ کیسی کھلی تصریح ہے کہ قیمت صدقہ کرنے کا حکم بیع کراہت کو مستلزم ہے تو قیمت کو صدقہ کرنے کا حکم یقیناً اوسی صورت میں ہے کہ بیع مکروہ ہو۔ بحمدہ تعالیٰ ثابت ہوگیا کہ کسی نیک کام میں دینے کی نیت سے قربانی کے گوشت اور پوست کو روپے پیسے اور نوٹ وغیرہ کے عوض بیچنے کا عدم جواز اور اسکی قیمت کو صدقہ کرنے کا وجوب ہرگز ہدایہ سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ ہدایہ سے اسکے خلاف ہی حکم مستفاد ہوتا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ قربانی کی کھال روپے پیسے، نوٹ وغیرہ سے بیچنا کسی نیک کام میں دینے کی نیت سے ناجائز نہیں اور نہ اوسکی قیمت کا صدقہ کرنا واجب کہ صدقات واجبہ کی طرح مصارف مخصوصہ کے علاوہ کسی نیک کام میں دینا جائز نہ ہو۔ اور بھلا کوئی یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ اوسکی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے جبکہ یہ معلوم ہے کہ قربانی کا گوشت اور پوست صدقہ کرنا واجب نہیں تو کسی نیک کام میں دینے کی نیت سے بیچنے کے سبب کیا ایسی علت پیدا ہوگئی کہ اوسکی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہو۔ ھذا ومن شاء الاطلاع علی ازید من ھذا فعلیه بالصافیة الموھبة للامام اھل السنة مجدد الدین والملة سیدی ومرشدی اعلحضرت قدس سرہ دما ذکرنا اقتباس منھا

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

مہر شریف

محمد افضل حسین غفرلہ
مفتی دار العلوم مظہر اسلام
بریلی ۱۰ صفر ۱۳۸۲ھ

فتویٰ مبارکہ حضرت مولٰنا محمد ابراہیم صاحب یاسینی قبلہ مدظلہم العالی

مفتی اعظم سندھ

ما قولکم ایہا العلماء فی ہذہ المسئلہ ہل یجوز صرف جلود الاضحیۃ فی تعمیر المساجد والمدارس الدینیہ ام لا بینوا بالکتاب وتوجروا

المستفتی:- قاضی محمد ان المدعو بصدر الدین فہیم الواحدی

الجواب

بعون اللہ العزیز الوہاب ان جلود الاضاحی یجوز صرفہا فی تعمیر المساجد والمدارس الدینیۃ فان الممنوع فیہا التصرف بقصد التمول والانفاق علی نفس المضحی وعیالہ کما قال فی مجمع الانہر ولا یبیعہ بالدراہم لینفق الدراہم علی نفسہ وعیالہ والمعنی انہ لا یتصرف علی قصد التمول اہ وفی تکملۃ البحر الرائق ویتصدق بجلدہا او یعمل منہ غربال ولا یبیعہ بالدراہم لینفق الدراہم علی نفسہ وعیالہ والمعنی انہ لا یتصرف علی قصد التمول اہ فاذا لم یتصرف فی الجلود لقصد التمول بل بسبیل التصدق علی المساجد والمدارس الدینیہ تکون جائزا بل مستحبا ومستحسنا۔ ہذا ہو حکم الشریعۃ الغراء والعلم عند اللہ تعالیٰ ذی العز والعظمۃ والکبریاء

حررہ الفقیر محمد ابراہیم الیاسی عفا عنہ اللہ الغنی (مہر شریف)

Marfat.com

ترجمہ سوال

اے علمار کرام آپ اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ قربانی کی کھالوں کا تعمیر مساجد و مدارس دینیہ میں صرف جائز ہے یا نہیں۔ کتاب سے بیان کرو اور اجر پاؤ۔

المستفتی :۔ قاضی محمد المدعو بصدر الدین فہیم الواحدی

ترجمہ فتویٰ مبارکہ

الجواب :۔ اللہ عزیز وہاب کی مدد سے بیشک قربانیوں کی کھالوں کا تعمیر مساجد و مدارس میں صرف کرنا جائز ہے کہ ممنوع تو اسمیں وہ تصرف ہے جو بقصد تمول ہو یا قربانی کرنے والے کی ذات یا اوسکے عیال پر خرچ کرنے کیلئے ہو جیسا کہ مجمع الانہر میں فرمایا اور نہ بیچے اسکو (یعنی کھال کو) درہموں کے بدلے تاکہ وہ درہم اپنی ذات یا اپنے عیال پر خرچ کرے اور معنی اسکے یہ ہیں کہ تمول کے قصد سے تصرف نہ کرے انتہیٰ اور تکملہ بحر الرائق میں ہے کہ اوسکی کھال تصدق کرے یا اسکی چھلنی بنالی جائے اور اسکو درہموں کے عوض نہ فروخت کرے کہ وہ درہم اپنی ذات یا اپنے عیال پر صرف کرے اور اسکے معنی یہ ہیں کہ تمول کی غرض سے تصرف نہ کرے انتہیٰ تو جب کھالوں میں تمول کی غرض سے تصرف نہ کیا بلکہ مساجد و مدارس دینیہ پر تصدق کرنے کی راہ سے تصرف ——— کیا تو جائز بلکہ مستحب و مستحسن ہوگا۔ یہ ہے شریعت غرار کا حکم اور علم اللہ تعالیٰ عزت و عظمت و کبریائی کے مالک کے حضور ہے۔ لکھا اوسکو فقیر محمد ابراہیم یاسینی نے اللہ بے پرواہ اوسے بخشے

(اور اونکی برکات سے دنیا کو مستفیض فرمائے)

Marfat.com

قطعہ تاریخ

از رشحات فیض حضرت مولانا سید محمد علی صاحب فیض رضوی قادری حامدی الوری مدظلہم العالی

جلد ضخیمہ میں میرے دوست نے
خوب لکھی ہے کتاب لاجواب
چھپ رہی ہے آج از فضل خدا
مطبع مجبوب میں باآب و تاب
فیض تھا تاریخ کا مجھکو خیال
کہدیا ہاتف نے۔ خوش آمد کتاب

۱۳ ھ ۷۴

Marfat.com

قطعۂ تاریخ (در صنعتِ تخرجہ)

نتیجۂ فکر عندلیبِ باغِ طیبہ شاعرِ ماہِ طیبہ حضرت سیّد محمد مرغوب صاحب اختر الحامدی

(ادیب فاضل) امریکن ریلوے کوارٹرز حیدرآباد

مرحبا مرحبا جزاک اللہ ! اس رسالہ کو کیا جناب کہوں
ہے یہ خوشبوئے گلشنِ رضوی گلِ ایماں کی جس کو آب کہوں
ماہتاب رضا کی ہے تصنیف کیوں نہ میں اس کو آفتاب کہوں
دل یہ کہتا ہے تخرجہ میں آج ایک تاریخ لاجواب کہوں

سرِ اعدا اڑا کے اے اختؔر
قہر بر دشمنان کتاب کہوں

۷۵ ۱۳
۱ -
۷۴ھ ۱۳

ایضاً منہ

مسئلے اسطرح ہیں بالترتیب ! قلب سے ارتباط روح کہیں
کہیں جسکو سرور ایماں کا یا جسے انبساط روح کہیں
آج اختؔر بصد ادب تاریخ آپ ۔ یُمن نشاط روح ۔ کہیں

۷۰۰ + ۶۷۴
۱۳۷۴ھ

(نوٹ) ادب کے اعداد سات ہیں اور اسے سو بار کہنے سے ۷۰۰ ہوتے ہیں ان اعداد کو "یمن نشاط روح" جسکے عدد ۶۷۴ ہیں ملانے سے ۱۳۷۴ھ کا ظہور ہوتا ہے ۔

Marfat.com

R-5 GATE
Cem
Shiloh
Ruby
102
644
BM 80.8
Rock Hill
91
BM 86.6
Cem
325
Concord
644
Willowmere Park
BM 96.0
627
103.0
616
HARTWOOD 5.0 MI.
Skidmore Corner
643
BM 102.4
627
ROSEVILLE 0.8 MI.
Davis Corner
106
646
Beach
BM 111.3
100
612
616
Potomac
Creek
Aquia
Creek
BRISTERSBURG 8.0 MI
65
30
64
63
62
4261000m N.
38°28'00.2"
77°34'28.9"
76000m E.
77
78
79
80
81
82
30'

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com